غضِ بصر

(غیر محرم عورتوں سے نظر بچانا)

اُمِّ عبدِ مُنیب

غضِ بصر کیوں؟
حفظِ نظر کیسے؟
حفظِ نظر کہاں سے
نظربازی اُمّ الامراض
نظر میں تاثیر
رومانوی اشعار کہنا، سننا پڑھنا
غضِ بصر کا حکم
ہم جنس سے نظر بچانا
صنفِ مخالف کی باتوں میں دلچسپی لینا
غضِ بصر ایک عبادت
فحش گالیاں
نظر کا زنا
محرم رشتہ دار اور غضِ بصر



مشربہ علم و حکمت

غضِ بصر

(غیر محرم عورتوں سے نظر بچانا)

اُمِّ عبدِ مُنیب

مشربہ علم وحکمت
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان
0321-4609092
0300-4270553



نام کتاب ـــــــــ غضِ بصر
اہتمام ـــــــــ محمد عبد منیب
ناشر ـــــــــ مشربہ علم وحکمت
قیمت ـــــــــ 65:00

ناشر: مشربہ علم وحکمت (دار الشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: دار الکتب السّلفیہ
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ۔ لاہور
فون: 0300-8880450042-5717843

☆ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

حرفِ وضاحت

اردو زبان میں عورت کی عصمت وعفت کی حفاظت اور ستر وحجاب پر بہت سی کتب اور مضامین دستیاب ہیں جن میں ضخیم بھی ہیں اور مختصر بھی، تحقیقی بھی عمومی بھی، لیکن اس کے مقابلے میں غضِ بصر پر بہت کم مضامین لکھے گئے ہیں۔ (کتاب تا حال راقمہ کی نظر سے نہیں گزری) عام طور پر پردہ ہی کے ضمن میں حفظِ نگاہ کے تذکرے پر اکتفا کی گئی۔

یہ بھی مشاہدے میں آیا ہے کہ والدین اور معاشرہ لڑکیوں کی عفت وعصمت کی حفاظت کے بارے میں بہت حسّاس ہے اور اسے حسّاس ہونا بھی چاہیے گو اسلام کی مقرر کردہ حدود کا لحاظ اب اس سے متعلق بھی بہت کم رہ گیا ہے لیکن لڑکوں کی حفظِ نگاہ کے بارے ایسی فکر مندی نہیں پائی جاتی حالانکہ جس اندیشے کے پیشِ نظر پردہ واجب ہے جس طرح انجامِ کار زنا کا ارتکاب حرام ہے، اسی طرح اس کا مقدّمہ نامحرم پر نظر ڈالنا بھی حرام ہے۔ غضِ بصر کی دوا کے ساتھ ساتھ لڑکوں کو اس دعا کی جس قدر آج ضرورت ہے شاید اس سے پہلے کبھی نہیں تھی ؎

حیا زمانے کی آنکھ میں نہیں باقی
خدا کرے کہ تیری جوانی رہے بے داغ

(اقبال)

زیرِ نظر سطور میں مردوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ عورت کو پیشِ نظر رکھ کر لکھا گیا تو بہت کچھ پہلے سے موجود ہے۔ اس سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے

کہ عورت پر غضِ بصر یا پردہ کی پابندی واجب نہیں۔ وہ بھی غضِ بصر کی مرد کی طرح پابند ہے کیونکہ قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ نے دونوں اصناف کو الگ الگ خطاب کیا ہے۔

مضمون تیاری کے مراحل میں تھا کہ میری مرحومہ بیٹی مریم خنسا کو ایک عربی کتابچہ "سهم ابليس وقوسه"، مرتب عبدالملک القاسم، مکتبہ دارالقاسم " مل گیا۔ یوں اس سے بھی کچھ حوالے شامل کر لئے گئے اور مضمون میں مزید نکھار پیدا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کتابچہ کے مرّتب کو جزائے خیر دے، اور مریم خنسا کو بھی اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

میں محدّث یا فقیہ نہیں کہ کوئی شاہکار تحقیق پیش کر سکتی۔ صرف قرآن، حدیث اور علماء کی تحریروں کو ایک شکل دے دی ہے۔ علمائے کرام فروگذاشتوں کے بارے آگاہ کریں تو یہ ان کی علم نوازی اور مجھ پر احسان ہوگا۔

ایڈیشن سوم

موجودہ ایڈیشن میں بہت سے اضافے کیے گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے کتاب کی ضخامت بڑھ گئی ہے۔ امید ہے کہ اس موضوع پر اب تشنگی کا احساس کم ہو جائے گا۔

والسّلام علیکم ورحمتہ اللہ



اصولِ زوجیت

اللہ تعالیٰ کی اس وسیع کائنات میں زوجیت کا اصول کارفرما ہے، جس کی وجہ سے ایک صنف دوسری صنف میں کشش رکھتی ہے، یہ اصول نوعِ انسانی میں بھی کارفرما ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس کی زندگی میں پیش آنے والے تمام امور کے بارے اطمینان بخش، سکوں پرور، رحمت و برکت سے بھرپور اصول و آداب عطا کیے ہیں۔ اسی نے انسان کے صنفی میلان کو بھی کچھ ایسے ہی ضابطے عطا کیے تاکہ علم و عقل سے بہرہ ور انسان بے لگام ہو کر حیوانیت کا شکار نہ ہو جائے۔

دائرہ کار الگ الگ:

انہی ضابطوں میں سے ایک بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں صنفوں کا دائرۂ عمل الگ الگ متعین کیا ہے تاکہ عملی زندگی میں دونوں میں باہم ٹکراؤ کی نوبت نہ آئے کیونکہ ٹکراؤ کی صورت جذبات و ہیجانات میں بے راہروی کا امکان ہے۔

اندرون خانہ:

خواتین کا دائرۂ عمل درونِ خانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اسلامی ضابطۂ حیات کی

رُو سے عورت گھر کی چار دیواری کی مالک و مختار ہے۔ گھر کے اندر کی تمام سرگرمیاں اسی کے ماتحت ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کو درونِ خانہ حجاب سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ جب کہ مرد کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرے چاہے یہ گھر اس کی ماں ہی کا کیوں نہ ہو؟

بیرونِ خانہ:

مرد کا دائرہ کار بیرونِ خانہ ہے تاکہ وہ اس وسیع زمین میں معاشی...... سیاسی...... معاشرتی...... اور تعلیمی غرض ہر قسم کے کام سرانجام دے۔

البتہ عورت کو یہ تاکید کی گئی کہ وہ مرد کی اس آزاد مملکت میں جب قدم رکھے تو حجاب کی مکمل پابندی کرے تاکہ باہم نظر ملنے یا دیکھنے سے مرد و عورت میں صنفی کشش کی تحریک پیدا نہ ہو۔

میدانِ عمل کی اس تقسیم کے باوجود مرد و عورت کی ایک دوسرے کے میدانِ عمل میں آمد و رفت ناگزیر ہے اور اس کا موقع اکثر آتا ہی رہتا ہے۔ ایسے میں مرد پر غضِ بصر کی اور عورت پر حجاب کے ساتھ غضِ بصر کی پابندی عائد کی گئی ہے۔

غضِ بصر اسلام کے صحیفہ قانون ...... منبعِ ہدایت ...... ام الکتاب ...... قرآنِ حکیم کا وہ محکم اور پاکیزہ اصول ہے جس کو اپنانے سے انسانی معاشرہ فحش و منکر کی خباثتوں سے نجات پا کر پاک و صاف ہو جاتا ہے۔

نظر میں تاثیر:

اللہ تعالیٰ نے نظر کو بہت سے انداز، اوصاف اور تاثیرات عطا کی ہیں۔
یہ نظر ہی ہے جس میں حیا، بے حیائی، غصہ، محبت، بدنیتی، اخلاص، دشمنی، دوستی، رعونت، تواضع، خوشی، ناراضگی، ندامت، حسرت، گھبراہٹ، اطمینان، ادب، گستاخی، شرافت، کمینگی، رحم، شقاوت، تحقیر، تکریم، کرب، مسرت، غرض ہر قسم کا جذبہ دل سے امڈ کر اس میں منعکس ہو جاتا ہے۔
یہ نظر ہی ہے جس کے بارے ہر زبان میں سینکڑوں محاورات موجود ہیں۔
یہ نظر ہی ہے جس کے انداز اور تاثیرات کے بارے اردو شاعری میں ہزار ہا اشعار کہے گئے ہیں۔ مثلاً اقبال کا نظر کی تاثیر کے بارے یہ شعر۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیلؑ کو آدابِ فرزندی

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے پلٹ جاتی ہیں تقدیریں

اور کسی شاعر کے یہ اشعار۔

نظر نیچی کی تو حیا بن گئی نظر اونچی کی تو خطا بن گئی
نظر ترچھی کی تو ادا بن گئی نظر پھیر لی تو جفا بن گئی

اور آنکھ کی تاثیر کے بارے مندرجہ ذیل شعر کس قدر حقیقتِ حال کا عکاس ہے۔

آنکھ کے اک حسیں اشارے سے
قافلے راہ بھول جاتے ہیں

یہ نظر ہی ہے جس کو جادوگر اور مداری اپنے قابو میں کر کے ایسا فریب دیتے ہیں کہ اسے رسی کی صورت میں سانپ اور انڈے کی صورت میں خرگوش دکھائی دینے لگتا ہے۔

یہ نظر ہی ہے جس کی طاقت اور تاثیر استعمال کر کے مسمریزم اور ہپناٹائز کرنے والے اپنے معمول کو اپنی مٹھی میں لیتے ہیں، صرف نظر کا اثر ڈال کر دیوار پر لگے بلب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ چلتی گاڑی روک دیتے ہیں، تندرست ہلتے جلتے اعضا کو مفلوج کر دیتے ہیں۔

یہ نظر ہی ہے جو کسی خوشنما چیز پر پڑتی ہے تو نظر ڈالنے والے کا جذبۂ حسد اس چیز کے لیے ہلاکت کا پیغام بن جاتا ہے۔ کتنے ہی تندرست بچے اور نوجوان حاسدانہ نظر کے سبب چارپائی سے جا لگتے ہیں، کتنے ہی لہلہاتے کھیت اجڑ جاتے ہیں، کتنی ہی قیمتی اور خوشنما چیزیں ٹوٹ جاتی ہیں، کتنے ہی نفع بخش کاروبار دیوالیہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ نظر ہے جسے نظرِ بد بھی کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا:

”تم میں سے جب کوئی ایسی چیز دیکھے جو فی نفسہٖ یا اس کی مالی حالت اس کے دل کو اچھی لگے تو اس کے لیے برکت کی دعا کرے، بلاشبہ نظر برحق

ہے۔“ (ابن السنی، مسند احمد مستدرک حاکم بحوالہ الکلم الطیب از ابن قیم)

رسول اللہ ﷺ نے نظرِ بد سے بچاؤ کے لیے مندرجہ ذیل تعوذ سکھایا:

”اَعُوذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ“۔

غرض یہ ناممکن ہے کہ ہماری آنکھ کسی چیز کو دیکھے اور پھر دیکھنے کے ساتھ ہی ہمارے دل میں کسی قسم کے جذبات پیدا نہ ہوں اور بعض اوقات یہ جذبات اتنی شدید صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ وہ آنکھوں سے منعکس ہو کر اپنی تسکین چاہنے کے لیے بے قرار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی اجنبی عورت کو دیکھ کر کسی مرد کے جذبات میں ہلچل پیدا ہونا ایک فطری امر ہے البتہ اس جذبے کو گناہ سمجھتے ہوئے دبا دینا شریعتِ الٰہی میں مطلوب ہے، چونکہ ابھرے ہوئے جذبے کو دبانا ایک مشکل امر ہے لہٰذا حکم یہ ہے کہ سرے سے کسی اجنبی عورت پر نگاہ ہی نہ ڈالی جائے۔

نظر جس پر ڈالی جاتی ہے اس چیز کو بھی متاثر کرتی ہے۔ جب کوئی مرد کسی اجنبی عورت پر اپنی نظر ڈالتا ہے اور اس کی نیت خراب ہوتی ہے تو اس خرابی کا میل اس کی آنکھ میں منعکس ہو جاتا ہے اگر عورت مضبوط ایمان، پختہ کردار والی نہ ہو، حفظِ عفت و عصمت کے بارے حساس نہ ہو اور اس پر ربّ کریم کی مہربانی نہ ہو تو وہ میلی نظر کی تاثیر سے خود بھی اس شخص کے شکنجۂ محبت میں کس کر اپنے خاندان اور متعلقین کے لیے بدنامی کا سامان تیار کرنے پر اتر

آتی ہے۔

تجربہ گواہ ہے کہ میلی نظر ڈالنے والے مردوں کو اس دنیا میں اتنی بدنامی اور رسوائی نہیں سہنا پڑتی جتنی اس عورت کو اور اس کے متعلقین کو رسوائی و بدنامی کی کرب ناک حالت سے گزرنا پڑتا ہے بلکہ بعض اوقات نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ اس بدنگاہی کے اثرات صدیوں تک زائل نہیں ہوتے۔ اور یوں ایک شخص کی بدنظری کی سزا پورے خاندان کو سہنا پڑتی ہے۔ بدنظری کے اتنے مہلک اور رسوا کن اثرات کی وجہ ہی سے اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو اپنی نظر کی حفاظت کا حکم دیا۔

غضِ بصر کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے غضِ بصر کا حکم جن الہامی الفاظ کے ذریعے نوعِ آدم کو دیا وہ یہ ہیں۔

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذَالِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ. وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ (النور: ۳۰-۳۱)

"اے نبی! مومن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے جو کام کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے اور مومن عورتوں سے بھی

کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر جو اس میں سے ظاہر ہو جائیں (خود بخود) اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رکھا کریں۔"

صاحب منہاج العابدین لکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا آیت میں اللہ نے تین چیزیں بیان کی ہیں تاریب تنبیہ اور تہدید آیت کے ابتدائی حصہ میں تادیب ہے کہ بندہ اپنے آقا کی اس باب میں فرماں برداری کرے یعنی اگر کسی کی طرف دیکھنا ناجائز ہو تو دیکھنے کی جرأت نہ کرے۔

دوسرے حصے ازکی لھم میں تنبیہ ہے کہ آنکھوں کو نیچا رکھنے کا فائدہ یہ ہوگا کہ قلب میں پاکیزگی آئے گی اور عبادت میں رغبت اور دلچسپی پیدا ہو گی اور اگر اس ہدایت پر عمل نہ ہوگا تو آنکھوں کے ذریعے کسی نہ کسی فتنے میں پڑنے کا قوی اندیشہ ہے جس کا نقصان یہ ہوگا کہ سکونِ قلب جاتا رہے گا اور دل وسوسوں کی آماج گاہ بن جائے گا۔

آیت کے آخری حصہ ﴿ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ میں تہدید ہے کہ اگر بندوں نے اس ہدایت کی پرواہ نہ کی تو یہ سمجھ رکھیں کہ رب العزت غافل نہیں وہ ساری کارروائیوں سے واقف ہے۔ (اسلام کا نظام عفت و عصمت۔ ص:۲۸۹)

قرآنِ عزیز کے شارح..... کلام اللہ کے ترجمان ...... تعلیم و تزکیہ کے حامل رسول اللہ ﷺ کی فرمودہ وضاحت سے پتا چلتا ہے کہ حجاب کے ساتھ غضِ بصر گو خواتین کے لئے بھی لازمی ہے اور قرآن حکیم نے یہ حکم دونوں

صنفوں کو یکساں دیا ہے لیکن مرد کے لئے یہ شرط زیادہ کڑی ہے۔ احادیث میں غضِ بصر کے احکام کی جو تفاصیل ملتی ہیں ان میں مرد ہی سے خطاب اور تاکید ہے چنانچہ ایک بار آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"یا علی لا تتبع النظرة النظرة فإن لك الاولی ولیست لك الآخرةُ"۔

"اے علی! ایک بار دیکھنے کے بعد دوبارہ نہ دیکھو، تمہارے لئے پہلی بار دیکھنے کی رعایت ہے لیکن دوسری بار کی اجازت نہیں۔"

(سنن احمد، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد)

حجتہ الوداع کے موقع پر رحمتہ للعالمین ﷺ ناقہ مبارک پر سوار تھے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ردیف فضل بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جو خوبرو نوجوان تھے۔ ایک دیہاتی عورت آپ ﷺ سے مسائل پوچھنے آئی۔ آپ ﷺ جواب دے رہے تھے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اس عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا رخ اپنے ہاتھ سے دوسری طرف موڑ دیا۔ (مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

چونکہ یہ دیہاتی عورت مسلمان ہونے کے بعد پہلی دفعہ آپ ﷺ کے سامنے آئی تھی۔ اسے حجاب کے احکام کا علم ہی نہیں تھا۔ آپ نے اسے سمجھانے کی بجائے فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کا رخ پھیر دیا جو احکامِ حجاب اور غضِ بصر کی آیات سے واقف اور نوجوان مرد تھے۔

ایک بار رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

"ایاکم والجلوس علی الطرقات، قالوا: ما لنا بد، انما هی مجالسنا نتحدث فیها، قال: فاذا ابیتم الی المجالس فا اعطوا الطریق منها، قالوا: وما حق الطریق؟ قال غض البصر و کف الاذی، وردُّ السلام وامر بالمعروف ونهی عن المنکر"۔

"راستوں میں مت بیٹھا کرو"۔ صحابہ نے عرض کیا! "اس کے بغیر چارہ نہیں"، آپ نے فرمایا! "تو پھر راستے کا حق ادا کیا کرو"۔ صحابہ نے عرض کیا "وہ کیا ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا! "نظر نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا، اذیت دینے والی چیز کا راستے سے ہٹا دینا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا۔

(بخاری، کتاب المظالم باب افنیۃ الدور والجلوس فیھا، والجلوس علی الصدرات ج:۲۳۰۱ مسلم کتاب اللباس)

جب خواتین رستے سے گزر رہی ہوں اور مرد راہ میں کھڑے ہوں، عورتوں کو گزرنے کے لیے رستہ نہ دیں تو یہ امر عورتوں کے لیے تکلیف کا باعث ہوتا ہے، نیز اگر مرد کی نظریں عورتوں کی طرف اٹھیں تو یہ بھی عورتوں کے لیے تکلیف دہ ہے، اگر مرد آوازے کسیں، مذاق اڑائیں یا عورت کو دیکھ کر گانے یا ٹیپ ریکارڈر کی آواز اونچی رکھیں یا آواز اونچی کر دیں، غرض اس قسم کی تمام بے ہودہ حرکات عورتوں کے لیے سخت تکلیف ہی کا باعث نہیں بدنامی کا بھی باعث ہوتی ہیں۔

غضِ بصر کیوں

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”ان المرأۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان واقرب ما تکون من وجه ربها وهی فی قعر بیتها“۔

(صحیح ابن خزیمہ، ۱۶۸۵۔ اسلام کا نظام عفت وعصمت، ص: ۳۰۹)

”عورت ستر ہے، جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اسے تاکتا ہے اور اس کے لیے اپنے گھر کے گوشہ میں رہنا اللہ کی رحمت کا باعث ہے۔“

یعنی عورت کو دیکھ کر مرد شیطانی جذبات سے مغلوب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہیے کہ وہ مرد کو اپنی طرف متوجہ کرنے والے تمام محرکات سے اجتناب کرے مثلاً بھڑکیلا لباس...... بے حجاب چہرہ...... زیور کی جھنکار...... خوشبو کی لپٹ ...... زبان کی مٹھاس...... پاؤں کی چاپ...... کپڑوں کی کھڑکھڑاہٹ...... ستر وحجاب کی مکمل پابندی اور نگاہوں کی حفاظت۔

مرد کو حکم دیا گیا کہ وہ نگاہوں کی حفاظت کرے تاکہ شیطان مرد کی طرف سے بدنگاہی کے ارتکاب سے پوری طرح مایوس ہو جائے۔

صنفی کشش کی پیش قدمی مرد ہی کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ مرد قوتِ

فاعل ہے اور قوتِ فاعل ہمیشہ غلبہ کی حامل ہوتی ہے جب کہ عورت پیش قدمی کی جرأت نہیں کر سکتی البتہ بھڑکیلا لباس......خوشبو کی لپٹ......زیور کی جھنکار...... پاؤں کی چاپ......زبان کی مٹھاس......اور بے حجاب چہرہ مرد کی حیوانی خواہش کو انگیز کرنے کا قوی محرک ہیں۔

اسلامی ضابطۂ حیات سے بے بہرہ مرد نے جب بھی نظم و نثر کا رومانوی پیرایہ اختیار کیا، نہایت بے باکی سے عورت کو مخاطب کر کے اپنے عشق کا اظہار کیا۔

لبنیٰ، سعدیٰ، سلمیٰ [1] ......کا نام اسی کے قصائد میں ملتا ہے۔ عورت کی کمر، آنکھ، زبان اور قد و قامت کا ذکر بڑی بے باکی سے مرد کی تحریر میں نظر آتا ہے......اس کے برعکس کبھی کسی خاتون نے ایسی جسارت نہیں کی بلکہ اس نے ہمیشہ رومانوی پیرائے میں بھی اپنی صنف کو چھپایا اور ایسا صیغہ استعمال کیا جس سے اس کی صنف کا پتہ نہ چلے۔

اللہ تعالیٰ نے جتنے امور ابنِ آدم پر حرام قرار دیے ہیں، ان امور کی طرف کھلنے والے ہر راستے کا باریک ترین سوراخ بھی بند کر دیا ہے تا کہ حرام کا ارتکاب بآسانی نہ ہو سکے۔ جیسے کہ شراب حرام ٹھہرائی تو شراب بنانے

---

[1] اہلِ عرب اپنی شاعری میں کسی فرضی یا حقیقی محبوبہ کا نام لے کر اسے مخاطب کر کے اپنے ہجر و وصال کا ذکر کیا کرتے تھے۔ البتہ اردو میں اس کا رواج نہیں ہے، لبنیٰ سعدی سے مراد یہاں ان کی محبوبہ ہیں۔

والے......شراب کے لیے انگور خریدنے والے......انگور نچوڑنے والے......شراب اٹھا کر لے جانے والے......شراب فروخت کرنے والے......غرض اس حرام کام میں کسی طرح کی بھی معاونت یا شرکت کو حرام ٹھہرایا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا اور فرمایا:

﴿وَ لَاتَقْرَبُوا الزِّنٰۤی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَسَآءَ سَبِیْلًا﴾

(بنی اسرائیل : ۳۲)

"اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔"

مولانا عبدالرحمان کیلانی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ فرمایا کہ زنا کے قریب نہ جاؤ یعنی وہ تمام راستے اور طور طریقے جو زنا کا سبب بن سکتے ہیں ان سے بھی منع کر دیا۔ (تیسیر القرآن : جلد۳)

یوں زنا پر ابھارنے والے تمام محرکات پر بھی پابندی عائد کر دی، جن میں نظر بازی...... حسن پرستی ...... بےھودہ خوانی ...... یا وہ گوئی ...... آرائشِ حسن......عشوہ طرازی......عریاں منظر کشی ......اور عورت کی بے حجابی شامل ہیں۔

نظر نیچی رکھنا حیا کا تقاضا:

حیا ایک ایسا وصفِ حسنہ ہے مسلمان کے لیے جس کا تحفظ کرنا ضروری ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فان الحیاء من الایمان "۔

"حیا تو ایمان میں سے ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الایمان۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان)

ایک اور ارشاد ہے:

"حیا اور ایمان دونوں جڑواں ہیں جب ان میں سے ایک اٹھتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔" (مستدرک حاکم، صحیح علی شرط مسلم و بخاری)

معلوم ہوا کہ ایمان کی حفاظت کے لیے حیا کی حفاظت ضروری ہے اور حیا کی حفاظت کا اہم اور سب سے پہلا مرحلہ نظر کو حرام امور کے دیکھنے سے بچانا ہے۔

آنکھ میں حیا کا تقاضا یہ ہے کہ اسے کسی اجنبی عورت کی طرف اٹھنے سے بچایا جائے اور خوفِ الٰہی سے یہ ہمیشہ ڈری، سہمی اور جھکی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو عفت کے تحفظ کے لیے جن احتیاطی امور کا حکم دیا، ان میں سب سے پہلے نظر ہی کا ذکر کیا۔

نظر کا زنا:

اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مفسّر، رسول اللہ ﷺ نے بھی زنا کی حقیقت اور اس کے معاون اعضاء کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے نظر ہی کا نام لیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"کتب علی ابن ادم نصیبه من الزنا مدرك ذالك لا محالة فالعینانِ زِناهما النظر والاذنان زناهما الاستماع واللّسان زناه

الكلام واليدُ زناها البطشُ والرجل زناها الخطأ والقلب يهوی ويتمنّى ويُصدّق ذالك الفَرْجُ ويكذِّبهُ۔

(مسلم، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظہ من الزنا وغیرہ، ح: ۲۰۴۰۔ بخاری، نسائی، ابوداؤد)

''یہ حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت نے ابنِ آدم پر اس کے حصّہ کا زنا لکھ دیا ہے۔ جسے وہ لامحالہ کر کے رہے گا، چنانچہ آنکھ زنا کرتی ہے اور اس کا زنا دیکھنا ہے......زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا کرنا بولنا ہے......پیر زنا کرتا ہے اور اس کا زنا کرنا چلنا ہے...... ہاتھ زنا کرتا ہے......اور اس کا زنا کرنا تھامنا ہے اور دل مائل ہوتا اور خواہش مند ہوتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی یا جھٹلا دیتی ہے۔''

گویا نظر سب سے پہلا آلہِ زنا ہے کیونکہ یہ خاموش قاصد کا کردار ادا کرتی ہے اور ہاتھ، دل، زبان اور شرمگاہ کے ملوّث ہونے کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے ۔

نظرة فابتسامة فسلام

فكلام فوعد فلقاء

''پہلے نظر بازی، پھر تبسم، پھر سلام، اس کے بعد بات چیت، پھر وعدہ اور پھر ملاقات''

امام ابنِ قیّم نے اس ضمن میں مندرجہ ذیل شعر نقل کیے ہیں ۔

كل الحوادث مبداها من النظر

ومعظم النار من مستصغر الشرر

لم نظرة بلغت في قلب صاحبها
كمبلغ سهم بين القوس والوتر

(اغاثة اللهفان)

"نظر نیچی رکھنا حفاظتِ فرج کے لیے مقدم ہے کیونکہ اکثر حادثات نظر ہی کا نتیجہ ہیں۔ جس طرح آگ کا الاؤ چھوٹی چھوٹی چنگاریوں سے مل کر بنتا ہے اسی طرح اس ضمن میں پہل نظر ہی کرتی ہے جو آتشِ خواہش کو بھڑکا کر خطرناک حد تک لے جاتی ہے۔"

اسی لیے کہا گیا ہے "جس نے ان چار چیزوں کی حفاظت کر لی اس نے اپنے دین کو بچالیا:

"اللحظات و الخطرات واللفظات والخطوات"۔

"نظر ...... ٹھٹک ...... کلام اور اقدام"

اسی بات کو اس طرح بھی کہا گیا ہے:

تكون نظرة، ثم خطرة، ثم خطوة، ثم خطيئة

"پہلے نظر بازی ہوتی ہے، پھر گناہ میں پڑنے کی گھنٹی (خطرہ)، پھر قدم اٹھایا جاتا ہے، پھر گناہ کا ارتکاب۔" (الجواب الکافی اردو ترجمہ دوائے شافی)

امام ابنِ قیم لکھتے ہیں:

"انسان کو چاہیے کہ اپنے نفس کے ان چاروں دروازوں پر پہرے بٹھائے رکھے۔ اپنی نظر کا مضبوطی سے تحفظ رکھے کیونکہ نظر ہی کے ذریعے

دشمن اس پر حملہ آور ہوتا ہے اور اس کے جسم میں گھس کر اس کا نظامِ روحانی تہ و بالا کر دیتا ہے۔ (الجواب الکافی،ص:۱۷۹)

نظر زنا کا مراسلہ:

کہا گیا ہے کہ:

" فا النظر برید الزنا "

''بے شک نظر زنا کا مرسلہ ہے''۔ (اضواء البیان)

گویا نظر دل تک خواہشات پہنچانے کا آلہ ہے جو انتہائی سرعت سے کام کرتا ہے۔ کوئی خوبصورت چیز، دلکش منظر، اپنا محبوب رشتہ، غرض جو چیز بھی ہے.....نظر پہلے اسے دیکھتی ہے اور دیکھ کر رکتی نہیں بلکہ دل اسے اُکساتا ہے یا یوں کہیے کہ وہ دل کو اُکساتی ہے کہ اس من پسند منظر یا چیز کو دوبارہ دیکھو، بار بار دیکھو۔

ایک عقل مند کا مقولہ ہے کہ:

'' نظر دیکھنے سے سیر نہیں ہوتی''۔ (از مخزن اخلاق)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھنے کے لیے ہی انسان کو عطا کیا ہے لیکن جس طرح زہر چاہے چکھنے میں کتنا ہی خوش ذائقہ کیوں نہ ہو اسے کھا لینے سے موت واقع ہونا یقینی ہے، اسی طرح نامحرم کی طرف دیکھنے سے دل چاہے کتنا ہی باعفت ہو اس کا اس عورت کے حسن اور خواہش میں جکڑا جانا لازمی ہے۔

ایک شاعر نے کہا ہے:

آنکھیں صلاح کار ہیں جوشِ شباب کی
دو کٹنیاں ہیں، یہ دلِ خانہ خراب کی

آنکھ کی خرابی، دل کی خرابی:

مسلمان ماہرینِ نفسیات کا کہنا ہے:

''آنکھوں سے دل تک کا ایک ہی راستہ ہے جب آنکھ خراب اور فاسد ہو جاتی ہے تو دل بھی خراب اور فاسد ہو جاتا ہے۔ پھر جس طرح کوڑا پھینکنے کی جگہ نجاست اور گندگی کا مقام بن جاتی ہے اس طرح آنکھ کے فاسد اور حرام مناظر کو دل تک پہنچانے کی وجہ سے دل گندگی کا مقام بن جاتا ہے اور جہاں گندگی ہو وہاں معرفتِ الٰہی، محبتِ الٰہی اور انابتِ الٰہی کا سُرور حاصل کرنے کا کوئی موقع نہیں ہوتا۔ (تزکیۃ النفوس، ص: ۲۸ بحوالہ سہم ابلیس وقوسہ از عبدالملک قاسم)

دیکھنے میں انتہائی معمولی نتائج میں بدترین:

نظر بازی دیکھنے میں بہت معمولی سا کام ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے بچنے کے لیے کوشش اور تدبیر بہت کم کی جاتی ہے لیکن اس کا انجام بدترین ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث گزر چکی ہے کہ اعضائے جسم زنا کرتے ہیں اس پر غور کریں اور پھر دنیا میں عشق و شہوت اور زنا پر مبنی تمام داستانوں اور واقعات کا جائزہ لیجئے! کیا وہ مذکورہ فرمانِ رسالت کی تصدیق نہیں کرتیں؟

کسی عورت کو پہلے ایک بار دیکھنا...... پھر دوسری بار دیکھنا...... ادھر سے

جواب کی خواہش کرنا......زبان کا چاہنا کہ صرف اسی کی بات کرے......کان کا اسی کا تذکرہ سننے کی خواہش کرنا......ہجر و وصال پر مبنی داستانوں اور نغموں کو سننے اور پڑھنے میں دل کا لگنا......رات دن دل کا محبوبہ ہی میں اٹکے رہنا......اسی کی گلیوں اور گزرگاہوں کے چکّر کاٹنا......ہجر پر ٹھنڈی ٹھنڈی آہیں بھرنا......اور وصال پر پورے جسمانی اتصّال کی خواہش کا منہ زور ہونا......اور پھر اس تقاضے کو بھی بار بار پورا کرنے کے لیے بے قرار رہنا......کیا یہ اتنا بڑا گناہ در گناہ اور شہوت در شہوت پھیلا ہوا جال نظر ہی کا پروردہ نہیں؟

حفظِ فرج کا طریقہ غضِ بصر:

مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں:

”بڑا بھاری گناہ جس کو لوگ ہلکا سمجھتے ہیں، نظر کا گناہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے گھڑی کے اندر بال کمانی ہوتی ہے، دیکھنے میں تو چھوٹی سی شے ہے لیکن سارا چرخہ گھڑی کا اسی پر چلتا ہے۔ اسی طرح آنکھوں سے جو شعاعیں نکلتی ہیں وہ بال کمانی سے بھی زیادہ باریک ہیں لیکن قلب جو سلطانِ جسم ہے اسی پر چلتا ہے۔ پھر قلب پر جسم کا تمام چرخہ حرکت کرتا ہے۔

اصل گناہ زنا اور اغلام بازی بھی اسی سے پیدا ہوتا ہے......اگر کوئی یہ کہے کہ اگر آنکھوں پر گناہ کا مدار ہوتا تو اندھے زنا نہ کرتے......تو صاحبو! اندھے بھی اسی کی بدولت مبتلا ہوتے ہیں، وہ آواز سن کر تصور کرتے ہیں کہ لڑکا یا

عورت خوبصورت ہوگی۔ اگر لمس سے عاشق ہوتے تو روئی بہت نرم ہوتی ہے۔ اس پر عاشق کیوں نہیں ہوتے۔ پس گوان کے اندر ظاہری نگاہ نہیں مگر دل کی نگاہ تو ہے، اسی سے وہ کام لیتے ہیں...... جب بھی خرابی ہوتی ہے نگاہ ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حفظِ فروج سے پہلے "مِنْ اَبْصَارِ هِم" فرمایا: اصل مقصود حفظِ فرج ہی ہے لیکن اس کا طریقہ غضِ بصر ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے کسی صحابی نے سوال کیا: لوگ زیادہ تر جہنم میں کس چیز کی وجہ سے جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: "الفم والفرج" اکثر لوگ منہ اور شرمگاہ کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔

(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، حسن حدیث)

اور یہ حقیقت ہے کہ فرج کا گناہ تب وقوع میں آتا ہے جب نظر کا دروازہ چوپٹ کھول دیا جاتا ہے، اس سے حیا کا پہرہ ہٹا دیا جاتا ہے، اور اس پر پلکوں کی چلمن گرا دینے کی بجائے اسے نامحرم خواتین کو دیکھنے کی ہوس کے پیچھے لگا دیا جاتا ہے۔

نظر کا یہ فتنہ رکتا نہیں اگر اس کے آگے بند نہ باندھا جائے تو شرم گاہ کے گناہ تک لے جانے کا سبب بن جاتا ہے۔

اور فرج کا گناہ ایسا ہے جو پورے معاشرے کو اسی گناہ تک لے جانے والے کاموں میں مشغول کر دیتا ہے مثلاً خوب صورت عورتوں کی تصاویر کی

عام اشاعت، ڈرامے، فلم، کہانی حتی کہ تعلیم اور ہنر میں بھی عورت کو کسی نہ کسی طرح گھسیڑ دیا جاتا ہے۔ عورتوں کے بننے سنورنے کے لوازمات کی بھرمار، خوب صورت پارک، سیرگاہیں، جم خانے اور کلب، شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء کا عام استعمال، فحاشی کو عام کرنے والی مصنوعات کی بھرمار، مردوں اور عورتوں میں چہرے اور جسم کی کشش کی دوڑ، مقابلہِ حسن، منعِ حمل کے آلات، بچوں سے بیزاری، بوڑھوں سے نفرت، قتل وغارت، خودغرضی، رقص وسرود کی عام محافل، غرض خودفراموشی اور خدافراموشی کا یہ مہیب اور گھناؤنا کاروبار بالآخر اپنے ساتھ طاعون، ایڈز، ٹینشن، بوریت، محرومی، تنہائی، مایوسی، خودکشی، آتشک، سوزاک جیسے مہلک عذابوں کے ساتھ معاشرے پر مسلط ہو جاتا ہے۔

نگاہ کے بارے سوال ہوگا:

نظر ایک ایسا عمل ہے جس پر کوئی دوسرا مواخذہ کر ہی نہیں سکتا، اسے صرف صاحبِ نظر ہی جانتا ہے کہ اس نے کیوں اور کس نیت سے کسی جگہ پر ڈالا۔

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِکَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا﴾ (بنی اسرائیل: ۳۶)

یقیناً کان، آنکھ، دل سب کی بازپرس ہوگی۔

اور باز پرس وہی کرسکتا ہے اور اس پر جزا وسزا کا اختیار بھی اسی ذاتِ برحق کے ہاتھ ہے جس کی صفت ہے:

﴿ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرِ ﴾ (سورہ مومن: ۱۹)

''وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور جو سینے میں پوشیدہ ہے اس کو بھی''۔

''رسول اللہ ﷺ اس عظیم، پیچیدہ اور بدترین فتنے سے پناہ کے لیے خصوصی دعائیں فرماتے جن کا ذکر کتاب کے آخر میں آرہا ہے۔



حفظِ نظر کیسے

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے اور اس کی کمزوریوں سے مکمل طور پر واقف ہے۔ اس لیے اس نے جہاں انسان کی بشری کمزوریوں کی نشاندہی کی ہے وہاں اپنے نازل کردہ صحیفۂ ہدایت میں ان کمزوریوں کے شافی و کافی علاج بھی بتا دیے ہیں، تاکہ انسان بے مہار تحرکات کے آگے بند باندھ سکے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم کو " شِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْر " کہا ہے۔

عورت مرد کی کمزوری ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے:

﴿ زُيِّـنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ط ذَالِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَآبِ ﴾ (آل عمران : ١٤)

" لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں۔ مگر یہ سب دنیا ہی کی زندگی کے سامان ہیں

اور اللہ کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔"

اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور اس سچائی پر ہمارا ایمان ہے کہ مرد اور عورت میں صنفی کشش موجود ہے اسی وجہ سے دنیا میں نسلِ انسانی دن بدن ترقی پذیر ہے۔ یہ کشش انسان میں اسی طرح موجود ہے جس طرح اس میں غصہ، محبت، نفرت، رحم، بھوک اور پیاس وغیرہ ہیں۔ لہٰذا وہ اس کشش سے اپنے نفس یا جسم کو کبھی آزاد نہیں کرا سکتا، البتہ جس طرح وہ بھوک کو پابند کر سکتا ہے، غصے پر قابو پا سکتا ہے۔ اسی طرح اس صنفی کشش کو بھی ایک خاص حد کے اندر رکھ سکتا ہے۔

اگر کبھی اجنبی مرد اور عورت کا آمنا سامنا ہو جائے، ایک دوسرے سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت مرد و عورت دونوں کس قسم کا روّیہ اختیار کریں جس سے جانبین کے دلوں میں بدنیتی کا غبار نہ اٹھے، انتشار پیدا نہ ہو، ہیجان سر نہ اٹھائے بلکہ پاکیزہ خیالات مضبوطی سے اپنے قدم جمائے رکھیں۔

اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا کلامِ حمید اور رحمۃ للعالمین ﷺ کی زبانِ وحی ترجمان دونوں نے بہت سی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جن کا ذکر آئندہ سطور میں دیا جا رہا ہے۔

اچانک نظر پڑ جائے تو ....:

بلا ارادہ اچانک صنفِ مخالف پر نظر پڑ ہی جاتی ہے، اس میں نہ تو کوئی

ہرج ہے اور نہ ہی انسان اس کا مکلّف ...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آپ کو دوزخ سے بچانے کی فکر میں ہر وقت رہتے تھے۔

جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

"سَأَلْتُ رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عنْ نظرِ الفجاءَةِ فامرنی اَن اصْرِف بصری"۔

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں نظر پھیر لوں۔" (مسلم، کتاب الاداب، باب نظر الفجاءة)

معلوم ہوا کہ اصل غلطی اور ممنوع امر بار بار دیکھنے کی کوشش کرنا ہے۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کیا جائے اور پہلی ہی نظر تاڑنے اور دیکھنے کی نیت سے ہو تو وہ بھی دوسری نظر کے حکم میں ہے۔ اچانک نظر پڑتے ہی ہٹالی جائے تو ذہن پر سامنے والے کا کوئی خاکہ یا عکس منقش نہیں ہوتا، تقریباً...... سیکنڈ کے بعد خود بخود محو ہو جاتا ہے بشرطیکہ اسے بالارادہ یاد رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اگر بالارادہ صرف ایک نظر بھی دیکھ لیا جائے تو وہ نقش ذہن پر جم جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"یا علی لا تَتبِعِ النظرة النظرة فان لك الاولٰی ولیست لك الاٰخرةُ"۔

"نظر کے پیچھے نظر مت لگا، بے شک پہلی نظر تیرے لیے ہے اور دوسری تیرے لیے نہیں ہے۔" (مسند احمد وسندہ صحیح ۳۵۳، بلوغ الامانی، سنن ابی داود ۲۱۴۹، ترمذی ۲۷۷۸)

مولانا اشرف علی تھانویؒ اس حدیث کے بعد لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ نے غضِ بصر کا حکم علی رضی اللہ عنہ کو دیا جو زہد و ورع اور صیانتِ ظاہری کے حامل تھے کیونکہ آزمائش سے بچنا ہر کسی کے لیے ضروری ہے۔"

معلوم ہوا کہ ہم لوگوں کے لیے تو اجنبی عورت پر نظر پڑنے سے بچانا زیادہ ضروری ہے، ہمارا نہ تو ایمان صحابہ کرام جیسا ہے، نہ ہی ہمارے اعمال رضائے الٰہی کے قریب۔

کوئی چیز مانگنا ہو تو ....:

اگر نامحرم خواتین سے کوئی چیز مانگنے کی ضرورت پیش آجائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ذَالِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ﴾ (الاحزاب : ۵۳)

"(نبی کی بیویوں سے) اور اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لیے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت ان اہلِ ایمان کو کی جو روئے زمین پر انبیاء کے بعد تقویٰ میں سب انسانوں سے بہتر انسان ہیں اور ان خواتین کے بارے دی جو رسولِ کُل عالمین ﷺ کی ازواجِ طیبات و مطہرات ہیں...... جب

ایسے متقی لوگوں کے لیے ان ہدایات پر عمل ضروری ہے تو پھر ان کی اتباع میں آج کے دور کے لوگوں کے لیے تو بدرجۂ اُولیٰ ان پر عمل کرنا لازمی ہے۔

پردے کے پیچھے سے مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ نامحرم مرد گھر کے دروازے پر دستک دے یا سلام کرے اور دروازے کے ایک طرف ہو کر مطلوبہ چیز کے بارے میں کہے، کھڑا ہونے کا انداز ایسا ہو کہ درونِ خانہ نظر نہ جائے اور گھر کی خاتون دروازے کی اُوٹ سے ہی وہ چیز دے دیں۔

مردوں کی طرح خواتین کے لیے بھی یہی اصول مقرر ہے کہ وہ بلا ضرورت جان بوجھ کر سامنے مت آئیں بلکہ اوٹ سے ہی چیز لے لیں یا دے دیں۔

اوٹ میں رہ کر بات کرنے یا کسی چیز کے لینے دینے میں یہ حکمت بھی ہے کہ عورت کو جب بار بار سامنے آنا پڑے گا تو اسے پردے کے لیے جلباب (بڑی چادر) اوڑھنے کی تکلیف کرنا پڑے گی۔ نیز اس عورت کے سراپا اور قد و قامت کا کچھ نہ کچھ تصوّر مرد کے ذہن پر نقش ہو ہی جائے گا۔ مرد عورت کے سامنے آ کر بات کرنے یا کچھ لینے دینے کو بے تکلفی پر محمول کرے گا۔ ہو سکتا ہے اس طرح وہ جان بوجھ کر اپنے لب و لہجہ میں لگاوٹ پیدا کرے یا بات کو طول دے تاکہ زیادہ دیر تک یہ عورت اس کے سامنے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ یہ سلسلہ پھیلتا ہی چلا جائے اور کسی بڑے خطرے کا سبب بن جائے۔

پہلے پہل ایسا کرنے سے شیطان یہی فریب دیتا ہے کہ یہ تو حُسنِ اخلاق

کا تقاضا ہے، حالانکہ اسلام نے نامحرم مرد اور عورت کے درمیان شیریں لہجے کو مرضِ گناہ سے تعبیر کیا ہے۔ اس حکم پر صحابہ اور صحابیات کا عمل کیسا تھا؟ اس کا یہاں موقع نہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیے کتابچہ "پردے کی اوٹ سے)

استیذان:

نظر بازی سے بچنے کے لیے اسلام نے استیذان کا اصول عطا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا۟ وَتُسَلِّمُوا۟ عَلَىٰٓ أَهْلِهَا ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾

"اے اہل ایمان اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ اہلِ خانہ سے اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔" (النور: ۲۷)

دوسروں کے گھر سے مراد وہ تمام گھر ہیں جن میں انسان کی اپنی ذاتی سکونت نہ ہو بلکہ اس میں کوئی دوسرا رہتا ہو چاہے وہ ماں، بہن، باپ وغیرہ کا ہی کا گھر کیوں نہ ہو۔ اگر رہائش کسی عزیز کے ساتھ ہے تو بھی اسے اجازت لے کر گھر میں داخل ہونا چاہیے۔ البتہ بیوی اس سے مستثنیٰ ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے عرض کیا:

"اپنی والدہ کے گھر بھی اجازت لے کر جایا کروں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا! "ہاں"

اس نے عرض کیا: ''میں اور میری والدہ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: '' پھر بھی اجازت لیا کرو۔''

اس نے عرض کیا: ''میں اپنی ماں کی خدمت کرتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر بھی اجازت لے کر جایا کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنی والدہ کو برہنہ دیکھو۔'' (مؤطا امام مالک)

گو بیوی اس حکم سے مستثنیٰ ہے لیکن بعض صحابہ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) اپنی بیوی کے گھر کو بھی اس میں شامل سمجھتے ہوئے اجازت لے کر گھر میں داخل ہوتے تھے، یا پھر کسی اور طریقے سے محسوس کرا دیتے تھے مثلاً کھنکارنا...... سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا الحمد للہ کہنا...... سلام کہنا...... کسی دوسرے شخص سے باہر کھڑے اونچی آواز میں باتیں کرنا، جسے سن کر گھر والے سمجھ جائیں کہ فلاں گھر میں آ رہا ہے۔

البتہ وہ گھر، مدرسہ، ہسپتال، دفتر جو سب کے استعمال کے لیے ہو، اور ہر ایک کو بلا اجازت آنے کی اجازت ہو وہاں اجازت کی ضرورت نہیں، ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴾ (النور: ۲۹)

''اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں داخل ہو جن میں کوئی نہیں رہتا اور اس میں تمہارا سامان ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے اور چھپاتے ہو

وہ اللہ کو معلوم ہے۔"

معلوم ہوا کہ جس گھر میں اپنا سامان رکھا ہو اور کوئی دوسرا شخص وہاں نہ رہتا ہو اس میں بغیر اجازت داخل ہو سکتے ہیں۔

اگر کسی گھر میں جائیں اور اجازت لینے پر جواب نہ ملے یا کہہ دیا جائے کہ واپس چلے جائیں تو لوٹ آنا چاہیے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (النور: ٢٨)

"پھر اگر اس میں کسی کو نہ پاؤ تو اس میں داخل نہ ہو جب تک تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر جواب دیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پھر پلٹ جاؤ، اس میں تمہارے لیے پاکیزگی ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔"

یہ اس لیے کہ ہر صاحب خانہ اپنی مصروفیت، سہولت یا پسند کے تحت یہ بہتر جانتا ہے کہ اسے کب، کس کو گھر میں آنے کی اجازت دینا چاہیے اور کب نہیں؟

ایک مسلمان کا ردِ عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہ کسی قسم کی ناگواری دل میں لائے بغیر لوٹ آئے، یہ نہیں ہونا چاہیے کہ زبردستی اندر چلا جائے یا صاحبِ خانہ ہی سے ناراض ہو جائے یا دل میں صاحبِ خانہ کے بارے مختلف گمان آتے رہیں، یہ سب اللہ کریم کے ہاں نامعقول روّیے ہیں۔ اس کی پاکیزگی

کا ثبوت ہی یہ ہے کہ وہ بخوشی لوٹ آئے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ هُوَ اَذْكٰى لَكُمْ﴾ کہ یہی طریقہ تمہارے لیے پاکیزہ ہے۔

اجازت طلب کرنے کا طریقہ وہی بہتر ہے جو رسول اللہ ﷺ نے سکھایا۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

"الاستیذانُ ثلاثٌ فاِن اُذِن لك والاّ فَارْجِعْ"۔

(مسلم، کتاب الآداب، باب الاستیذان، ح:۲۱۵۳)

اجازت حاصل کرنا تین مرتبہ ہے اگر اجازت مل جائے تو خیر ورنہ واپس ہو جانا چاہیے۔"

اجازت طلب کرنے سے پہلے سلام کرنا بھی ضروری ہے۔

کلدہ بن حنبلی کہتے ہیں کہ میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور بغیر سلام کیے اندر آ گیا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا: "واپس جاؤ اور جا کر کہو' السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟

(ابوداؤد کتاب الادب، باب کیف الاستیذان، ۵۱۷۶)

ایک بار رسول اللہ ﷺ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے گئے اور تین بار سلام کے ساتھ اجازت طلب کی، کوئی جواب نہ ملا تو تیسری مرتبہ واپس ہو گئے، اتنے میں سعد رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے آئے اور آپ ﷺ کو اپنے گھر کے اندر لے گئے۔

(مسند احمد ۳/ ۱۳۸۔ بزار ۲۰۰۷۔ امام ہیثمی نے کہا اس کی سند جید ہے۔ مجمع الزوائد ۸/ ۴۴)

اسلام کا نظامِ عفت وعصمت، ص ۳۴۵)

معلوم ہوا کہ اجازت حاصل کرنا سنتِ رسول ﷺ اور مہذب و مودّب طریقہ ہے اور اجازت نہ ملنے پر لوٹ جانا پاک نفس نبی ﷺ کا شیوہ ہے، لہٰذا ہمیں بھی ان دونوں طریقوں کو اپنے معاشرے میں جاری وساری کرنا چاہیے۔

چونکہ اجازت لینے کا یہ طریقہ نظر بازی سے بچنے ہی کے لیے ہے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب کسی کے گھر جاؤ تو اجازت ملنے سے پہلے پردہ اٹھا کر مت جھانکو، اس سے اہلِ خانہ کی بے ستری ہوگی۔" (سنن ترمذی)

ایک شخص نے سوراخ میں سے رسول اللہ ﷺ کے حجرے میں جھانکا۔ اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ میں خار پشت تھا جس سے سر کھجلا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

" لو اَعلمُ انكَ تَنظُرُ لَطعَنتُ به فی عینِك انما جُعل الاستیذانُ مِن اَجلِ البصرِ "۔ (بخاری، کتاب الاستیذان، ح:۲:۱۱۷)

"اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں تیری آنکھ پر مارتا۔ اجازت لینے کا حکم اسی لیے تو ہے کہ نظر نہ پڑے۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے حجرے میں جھانکا۔ آپ رضی اللہ عنہ تیر لے کر کھڑے ہوئے، گویا میں آپ کو

دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ کسی تدبیر سے اس کی آنکھ پر ماریں۔

(بخاری، کتاب الاستیذان، رقم الحدیث:۶۲۴۱)

معلوم ہوا کہ گھروں میں تانک جھانک کرنا اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والے کو اہلِ خانہ آنکھ پھوڑنے کی سزا تک دے سکتے ہیں۔ چونکہ گھروں میں جھانکنا تانکنا حرام ہے، لہٰذا ایسے تمام امور جو اس کا باعث بنیں وہ بھی حرام ہیں۔ جیسے کسی کی دیوار کے اوپر سے گھر میں جھانکنا...... چھت پر کھڑے ہو کر جھانکنا...... چھت پر پتنگیں چڑھانا یا کبوتر بازی وغیرہ کرنا۔

استیذان کی پابندی یہ بھی ثابت کرتی ہے کہ گھر اصلاً عورت کا دائرۂ کار ہے اور گھر میں جانے کے لیے ہر فرد کو اجازت لینا ضروری ہے۔

بڑے تو بڑے بچوں کے لیے بھی یہ حکم ہے کہ:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ط مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ﴾

"اور جو بچے تم میں بلوغ کو نہیں پہنچے، تین اوقات میں تم سے اجازت لیا کریں، نمازِ صبح سے پہلے اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کے بعد یہ تین (وقت) تمہارے پردے کے ہیں۔ ان کے آگے پیچھے کے وقتوں میں نہ تم پر کچھ گناہ ہے کہ ان پر۔" (النور : ۵۸)

عورتوں کے ساتھ تنہائی سے پرہیز:

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں خبردار کیا ہے:

"اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امرأةٍ ثَیبٍ اِلَّا اَنْ یَكُوْنَ نَاكِحًا اَوْ ذا محرَمٍ"۔ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ الاجنبیہ والدخول علیہا)

"خبردار کوئی مرد کسی شادی شدہ عورت کے پاس رات نہ رہے مگر یہ کہ اس کا خاوند یا محرم موجود ہو۔"

امام نووی لکھتے ہیں، شادی شدہ کی قید اس لیے ہے کہ کنواری تو مردوں سے علیحدہ ہی رہتی ہے۔ جب شادی شدہ کے لیے نامحرم مرد سے خلوت حرام ہے تو پھر کنواری کے لیے بطریق اولیٰ ایسا کرنا حرام ہے۔ قاضی عیاض نے بھی اس حدیث کی یہی تشریح کی ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایاکم والدخول علی النساءِ"۔

"خبردار عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو۔"

ایک انصاری شخص نے عرض کیا! یارسول اللہ! "افرأیتَ الحموَ"۔

"سسرالی مردوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا: "الحمو الموت"۔ "وہ موت ہیں۔"

(مسلم، کتاب السلام، ح۹۶۹ ترمذی)

اس حدیث میں لفظ حمو آیا ہے جس کا مطلب عموماً دیور جیٹھ کیا جاتا ہے لیکن اس حدیث کے رواۃ میں سے لیث بن سعد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حمو سے مراد خاوند کا بھائی اور اس کے عزیز و اقرباء ہیں جیسے خاوند کے چچا کا بیٹا وغیرہ۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الخلوۃ الاجنبیہ والدخول علیہا: ح نمبر ۲۱۷۲)

اصل بات یہ ہے کہ دیور، جیٹھ، نندوئی، شوہر کے چچا، ماموں، خالو، پھوپھا، شوہر کے چچازاد، ماموں زاد، خالوزاد، پھوپھی زاد اور شوہر کے قریبی دوستوں سے پردہ کرنا ہر معاشرے میں لوگ ناپسند کیا کرتے ہیں یا ان سے پردے کو ناقابلِ عمل قرار دیتے ہیں، جب کہ یہ حقیقت ہے کہ عورت سے قربت کی نوبت سب سے زیادہ شادی کے بعد انہی سے آیا کرتی ہے اور نیت کی خرابی بھی انہی میں زیادہ تر پیدا ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر ان سے خلوت اختیار کرنے سے منع کیا اور انہیں موت کا نام دیا۔

دلچسپ امر یہ کہ ہر معاشرے میں خاوند کے رشتہ داروں کو عورت کے لیے نامحرم اور اجنبی ہی سمجھا جاتا ہے۔ تبھی تو انصاری شخص نے ''الحمو'' کا لفظ بول کر خاص طور پر وضاحت چاہی۔ اگر ان کے بارے محرم کا تصور موجود ہوتا تو پھر وہ یقیناً ان کے بارے نہ پوچھتے۔ نیز یہ بھی پتا چلا ہے کہ صحابہ اسلامی معاشرت پر عمل کرنے کے لیے اس کے ایک ایک جزو کے بارے پوچھا کرتے تھے۔

شیطان تم میں سے کسی کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ آج کے بعد کوئی شخص کسی عورت کے پاس نہ جائے جب تک کہ اس کے پاس ایک دو آدمی نہ ہوں۔'' (صحیح مسلم)

صحابہ اس حکمِ نبوی ﷺ پر شدت سے کاربند تھے، چنانچہ ایک بار ابو العاص علی رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو وہ گھر پر نہ تھے، دوبارہ گئے تو ان سے ان کی بیوی سے بات کرنے کی اجازت طلب کی اور کہا! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ:

''ہم کسی نامحرم عورت کے پاس اس کے کسی محرم کی موجودگی میں جائیں۔'' (جامع ترمذی، باب فی نہی عن الدخول علی النساء الا باذن ازواجھن ۔حیاۃ الصحابۃ)

ابوالعاص رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ دونوں نبی اکرم ﷺ کے داماد تھے۔ اتنا قریبی تعلق ہونے کے باوجود ایک دوسرے کی بیوی کے پاس اس کی غیر موجودگی میں کسی ضروری کام سے بھی جانا درست نہیں سمجھتے تھے۔

دورِ حاضر میں اکثر مرد حضرات نے اپنی ذمہ داریاں خواتین کے سپرد کر دی ہیں، چنانچہ الیکٹریشن، پلمبر، مستری، مزدور وغیرہ گھروں میں کام کرنے آتے ہیں تو عورتیں تنہا گھروں میں بغیر محرم کے ہوتی ہیں اور ان سے کام کرواتی ہیں۔

بعض خواتین مردوں کے ڈیپارٹمنٹ میں ملازمت کرتی ہیں، انہیں بھی اکثر مردوں کے ساتھ تنہائی کے مواقع پیش آتے رہتے ہیں۔

عورتیں ڈرائیوروں کے ساتھ گاڑی میں سفر کرتی ہیں، نوجوان لڑکیوں کو بغیر کسی محرم کے رکشہ ڈرائیور کے ساتھ سکول کالج بھیجا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عورت کی خود اعتمادی کی علامت ہے اور اب وہ مرد کی محافظت کی دستِ نگر نہیں رہی، نیز یہ کہ نیت نیک ہو تو کچھ نہیں بگڑتا۔

سوال یہ ہے کہ صحابہ، صحابیات اور خود رسول اللہ ﷺ کی نعوذ باللہ نیتیں نیک نہیں تھیں؟ کیا انہیں اپنی خواتین کی نیک چلنی پر بھروسہ نہیں تھا؟ یقیناً نیتیں نیک تھیں اور ان کی خواتین دنیا بھر کی خواتین سے زیادہ پاکباز اور عفت مآب تھیں۔ اس کے باوجود وہ اس معاملے میں حد سے زیادہ محتاط اس لیے تھے کہ وہ خود کو انسان کی حیثیت سے ہی دیکھتے تھے، ان کے لیے احکامِ شریعت ہی اعتماد، نیک نیتی اور نیک چلنی کی بنیاد تھے، لہٰذا وہ اپنی نیک نیتی کے بجائے احکامِ شریعت پر ہی اپنی نیک چلنی کا تمام دارومدار سمجھتے تھے۔

چُھونے سے اجتناب:

جس طرح آنکھ اجنبی مرد و عورت کے درمیان پیغام رسانی کا کام کرتی ہے اور صنفِ مخالف کو دیکھ کر حیوانی خواہش کو برانگیختہ کرتی ہے، اسی طرح جسمانی لمس بھی ہیجان کا باعث بنتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عمر بھر کسی اجنبی عورت کے جسم کا کوئی حصہ یا ہاتھ مَس نہیں کیا۔ اُمیمہ بنتِ رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم خواتین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تاکہ آپ ﷺ سے بیعت کریں۔ آپ

ﷺ نے ہم سے اقرار لیا کہ ہم شرک...... چوری...... زنا...... بہتان تراشی...... افترا پردازی...... اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی سے اجتناب کریں گی۔ پھر ہم نے عرض کیا! ''اپنا ہاتھ لایئے تاکہ ہم بیعت کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا زبانی اقرار ہی کافی ہے۔'' (سنن نسائی)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی غیر عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، سوائے ان عورتوں کے جن کا ہاتھ پکڑنے کی اللہ تعالی نے آپ کو اجازت دی ہے (یعنی محرم عورتیں) آپ عورتوں سے بیعت لیتے تو فرماتے: ''میں زبانی اقرار لوں گا''۔ (مسلم، کتاب الامارہ، باب کیفیۃ بیعت النساء)

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کی روشنی میں ہم جان سکتے ہیں کہ جب ایک شرعی معاہدے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اطہر واقدس نے اپنی متبع خواتین سے ہاتھ ملانا پسند نہیں کیا تو پھر یہ ایک عام آدمی کے لیے کیسے درست ہوسکتا ہے۔

جہاں تک عمومی زندگی کا تعلق ہے، مَس ہونے کا امکان یقیناً موجود ہے لیکن اسلام نے اسی خدشے کے پیشِ نظر کافی حد تک پابندیاں عائد کر دی ہیں۔ مثلاً

- راستہ چلتے ہوئے عورتیں دیواروں سے لگ کر چلیں اور مرد راستے کے درمیان میں۔

* مخلوط اجتماعات ...... مخلوط تعلیم ...... مخلوط ملازمت اسی کے پیشِ نظر درست نہیں۔
* باہم ملاقات کے وقت نامحرم مرد وعورت کا مصافحہ کرنا درست نہیں۔

جب ہاتھ ملانا درست نہیں تو پھر نامحرم عورت یا مرد کا سر پر ہاتھ پھیرنا یا پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر پیار دینا بھی درست نہیں جو پنجاب کے علاقے میں رواج پذیر ہے، اس کی بجائے وہی طریقہ اختیار کرنا بہتر ہے جو شریعت نے مقرر کیا ہے یعنی السلام علیکم کہنا۔

* اگر کوئی چیز لینی یا دینی ہو تو اس طرح لیں یا دیں کہ ہاتھ سے ہاتھ مَس نہ ہو۔

اکثر ڈرائیور حضرات یا دکان داروں کو خواتین کے ہاتھ سے روپے پیسے لینے دینے پڑتے ہیں اس کے لیے کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ ہاتھ مس نہ کرے مثلاً عورت اپنے ہاتھ پر چادر کا پلو کر لے یا دستانے پہن کر گھر سے باہر نکلے۔ مرد پیسے کسی معلوم جگہ پر عورت کے سامنے رکھ دے اور عورت وہاں سے اٹھا لے۔

فحش گفتگو سے اجتناب:

فحش سے مراد ایسے امور ہیں جن میں بے حیائی پائی جائے۔ فحش امور میں فحش گفتگو یا الفاظ بھی شامل ہیں۔ فحش گفتگو یا فحش الفاظ توجہ کو فحش خیالات

ہیں۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

﴿ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَ مَا بَطَنَ ﴾ (الانعام : ۱۵۲)

''بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ پھٹکو، چاہے کھلی ہو یا چھپی''۔

گویا بے حیائی کھلی ہو یا چھپی...... فعل میں شامل ہو یا قول میں...... آنکھ میں ہو یا دل میں...... وہ بے حیائی ہی ہے اور اس سے کنارہ کش رہنا اللہ کا حکم ہے...... رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک طویل حدیث میں فرمایا ہے کہ ''زبان کا زنا فحش گفتگو کرنا ہے۔'' (صحیح مسلم)

زبان کے اس زنا سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ بات کرتے وقت ایسے الفاظ اپنی زبان سے ادا کیے جائیں جو تہذیب، شائستگی اور حیا کے دائرے میں ہوں، خود اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو میں یہی اسلوب اپنایا ہے کہ اگر ضرورت کے تحت کوئی ایسی بات کرنا پڑ جائے تو اسے کنائے میں ادا کیا جائے۔

دورِ حاضر میں فحاشی پھیلانے کی ذمہ دار صرف گفتگو ہی نہیں تحریریں بھی ہیں۔ رومانوی شاعری، رومانوی ناول اور افسانے، فحش لفظوں اور تصویروں پر مشتمل اشتہارات عورتوں کی تصاویر، مرد اور عورت کی لوچدار آوازیں، فلم اور وی سی آر...... یہ سب فحش گفتگو ہی کے مختلف نام اور مظہر ہیں۔ یہ فحش گفتگو کی ایسی قسم ہے جو دنیا بھر میں بے حیائی پھیلا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج نو، نو سال کے لڑکے اور لڑکیاں وہ سب کچھ کر گزرتے ہیں جو شادی شدہ مرد اور

عورت کو باہم کرنا چاہیے۔

قرآنِ حکیم میں بے حیائی کی اشاعت کرنے والوں کے لیے حکم ہے کہ:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا میں دردناک عذاب ہے اور آخرت میں بھی۔" (النور : ۱۹)

عورت کی خوب صورت آواز سننے سے اجتناب:

نامحرم عورت کے ساتھ ضرورت کے وقت بات کی جا سکتی ہے لیکن اس ضروری بات چیت کے لیے شرعی قاعدہ یہ ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان حجاب ہو، چاہے دیوار کی اوٹ ہو چاہے کسی کپڑے کی مثلاً عورت نے اپنا چہرہ ڈھانپ رکھا ہو اور اگر ایسا نہیں تو پھر مرد اپنا چہرہ ڈھانپ لے گا یا پھر مرد یا عورت میں سے کوئی ایک اپنا رخ دوسری طرف پھیر کر بات کرے۔ نیز اس تمام گفتگو میں مرد کا عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا یا عورت کا مرد کے چہرے کی طرف دیکھنا درست نہیں۔ نیز بات کرتے ہوئے غیر ضروری بات کی دونوں میں کوئی گنجائش نہیں۔

مرد اور عورت دونوں اپنے لب ولہجہ کو شیریں، باسلیقہ اور لوچ دار نہیں رکھیں گے بلکہ کرخت، لہجے اور کھردری آوازیں بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا۔

﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴾ (الاحزاب:٣٢)

''کسی اجنبی سے نرم نرم باتیں نہ کیا کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی قسم کا کوئی مرض ہے، کوئی امید امید نہ لگا لے اور دستور کی مطابق بات کرو''۔

یہ حکم ہے تو عورت کے لیے جس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کی آواز عموماً مرد کی نسبت زیادہ نرم اور لہجہ شیریں ہوتا ہے۔ بہر حال یہ عورت کے لیے تاکید ہے۔

دورِ حاضر میں چونکہ حدودِ الٰہی کا نہ اتنا علم ہے اور نہ ہی اس پر عمل، بہت سی خواتین قرأت، نعت خوانی، غزل خوانی، یا گیت گانے کا کام کرتی ہیں۔ ایسے میں مرد کا کام یہ ہے کہ وہ عورت کی آواز میں بالا رادہ قرأت، نعت خوانی وغیرہ نہ سنے جب کہ عشقیہ غزلیں، گیت یا ساز کے ساتھ کسی شعر کا گانا یا پڑھنا حرام ہے۔ اس کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں۔ اگر نابالغ لڑکی کی آواز میں نعت، قرأت یا اخلاقی اشعار بغیر ساز کے خوش آوازی کے ساتھ پڑھے گئے ہوں تو انہیں مرد سن سکتا ہے۔ اگر عورت کسی لایعنی گفتگو میں یا حرام گفتگو میں مشغول ہو تو مرد کو اس کے سننے سے اجتناب کرنا چاہیے، چاہے وہ عورت نزدیک ہو چاہے اوجھل جیسے ریڈیو یا کیسٹ کے ذریعے آواز سنائی دے رہی ہو۔

یاد رہے کہ عورتوں کے لیے بھی یہ درست نہیں کہ وہ مردوں کی سریلی

آواز سنیں۔

براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کی آواز بہت خوب صورت تھی۔ وہ ایک سفر میں اونٹوں کو ہانکنے کے لیے حدی (شعر) گا رہے تھے۔ اشعار پڑھتے پڑھتے وہ عورتوں کی سواریوں کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: "ایاك والقواریر"۔

"عورتوں سے دور رہو اور آواز بند کر دو۔" وہ فوراً چپ ہو گئے۔

(مستدرک حاکم، کتاب المغازی والسرایا۔ باب معرفۃ الصحابہ براء بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ، رقم ۵۲۷۳۔ امام ذہبی نے امام حاکم کی اس حدیث کی تائید کی اور اسے صحیح کہا بحوالہ اسلامی معاشرت از محمد جمیل زینو، مترجم عبدالستار قاسم)

مجبوری کے وقت:

اگر کسی مجبوری کے تحت کسی عورت کی مدد کرنے ...... اسے خطرے سے بچانے ...... یا بیماری کی صورت چیک کرنے کی ضرورت پڑ جائے، تو مرد کو اجازت ہے کہ مرد اس کے اس حصے کو دیکھ لے جسے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ آگ لگنے، پانی میں ڈوبنے یا حادثہ ہونے کی صورت میں وہ اسے اٹھا کر، سہارا دے کر بچا سکتا ہے۔ ایسے استثنائی حالات میں گزشتہ پابندیوں کا اطلاق نہیں ہوگا۔ بلکہ خاتون کی مدد کرنا اُولیٰ ہوگا۔ صحیح مسلم میں روایت ہے کہ خیبر سے واپسی کے موقع پر ابوطلحہ اور انس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریکِ سفر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور انہیں اپنے پیچھے پردہ کر

کے سوار کرلیا۔ اثنائے راہ اونٹنی کا پاؤں پھسلا اور رسول اللہ ﷺ اور صفیہ رضی اللہ عنہا دونوں اونٹ سے گر پڑے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جلدی سے رسول اللہ ﷺ کی طرف لپکے اور عرض کیا! ''یا رسول اللہ ﷺ آپ کے قربان جاؤں، کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے عورت کی خبر لو۔'' چونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا اس لیے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا اور ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر ان کو کپڑے سے ڈھانپ دیا، پھر سواری کا پالان درست کر کے دونوں کو سوار کرایا۔

مرد بھی چہرہ ڈھانپ سکتا ہے:

مذکورہ حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب عورت کسی مجبوری کی وجہ سے بے پردہ ہو جائے تو غیر محرم مرد کو اپنا چہرہ ڈھک لینا چاہیے تاکہ وہ اپنی نظر بچا سکے۔

اسی طرح اگر خواتین جیسا کہ دورِ حاضر میں ہے، برہنہ سڑکوں پر پھریں تو مرد کو خود کوشش کرنا چاہیے کہ وہ اپنے جسم اور نظر کو عورت کی زد سے دور رکھے۔

گو ضرورت یا اضطرار کے تحت کسی مرد کا عورت کو یا عورت کا مرد کو دیکھنے میں کوئی ہرج نہیں۔ پردے کے حوالے سے اس مستثنیٰ اصول کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''انہی مستثنیات کو سامنے رکھ کر فقہا نے ضرورت اور اضطرار کی صورتوں کے لیے احکام مستنبط کر لیے ہیں۔ مثلاً اگر جج کسی عورت کو شناخت کرنا چاہتا

ہے تو اس مقصد کے لیے اس کو دیکھ سکتا ہے، ڈاکٹر کسی مریض عورت کے علاج یا آپریشن کے سلسلے میں اس کو دیکھ سکتا ہے یا اس کے جسم کو ہاتھ لگا سکتا ہے۔ بعض ناگہانی حالات میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے گھر میں گھس سکتا ہے۔ ایک عورت پانی میں ڈوب رہی ہو یا جل رہی ہو تو مرد اسے بچانے کے لیے اسے چھُو سکتا ہے لیکن یہ سب مستثنیات ہیں جو قواعدِ کلیہ کے تحت ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ یہ مستثنیات ہی قواعدِ کلیہ بن جائیں اور خود قواعدِ کلیہ ہوا ہو کے رہ جائیں۔ جس طرح اضطرار کے تحت جان بچانے کے لیے آدمی خنزیر کا گوشت کھا سکتا ہے یا بقدرِ سدِّ رمق شراب پی سکتا ہے۔ اسی طرح اضطراری حالت میں پردہ کے مقررہ قواعد کی خلاف ورزی ہو سکتی ہے۔ لیکن جس طرح اضطرار میں خنزیر یا شراب کی اجازت کے یہ معنی نہیں کہ آدمی انہی کو غذا بنا بیٹھے، اسی طرح بعض حالات میں پردہ کے معاملہ میں جو رخصت دی گئی ہے اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ بے پردگی ہی اسلام کا قانون ہے۔

(اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام، ص: ۱۴۵)

مخطوبہ (منگیتر) کو دیکھنے کی اجازت:

بالارادہ کسی بھی نامحرم کی طرف دیکھنا ناجائز ہے البتہ وہ عورت جس سے نکاح کا ارادہ ہو اس کا چہرہ ایک نظر دیکھ لینے میں ہرج نہیں بلکہ اس کی اجازت خود رسول اللہ ﷺ نے دی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت

میں حاضر تھا کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا ہے، ابھی رخصتی نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"فاذهب فانظر اليها فان في اعين الانصار شيئاً"۔

(مسلم، کتاب النکاح، باب ندب من اراد نكاح امرأة الى ان ينظر الى وجهها وكفيها قبل خطبتهما۔ بیہقی ۷/۸۴۔ احمد ۲/۲۸۶۔ نسائی ۶/ ۶۹۔ دارقطنی ۳/۲۵۳۔ بیہقی ۷/۸۴۔ ہدیۃ العروس، ص ۹۸)

"جاؤ اور اسے دیکھ لو کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں کچھ (نقص) ہوتا ہے۔"

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

"انظر اليها فانه احرى ان يؤدم بينكما"۔

"اس عورت کو دیکھ لو کیونکہ یہ تمہارے درمیان محبت قائم رکھنے کے لیے زیادہ مناسب ہوگا۔" (سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی النظر الی المخطوبہ)

ابن ماجہ میں اس روایت کے بعد یہ بھی ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے اس عورت کو دیکھنے کے بعد اس سے نکاح کیا، اور دونوں میں بڑی موافقت وہم آہنگی ہوئی۔ (ابن ماجہ، کتاب النکاح)

غرض احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس عورت سے نکاح کا ارادہ ہو اسے ایک نظر دیکھا جا سکتا ہے۔ نیز اس دیکھنے میں یہ ضروری نہیں کہ اس

عورت کو علم ہو بلکہ اس کی لاعلمی میں بھی اسے دیکھ سکتے ہیں۔

دورِ حاضر میں بغرضِ نکاح ... یوں کو دیکھنے کا رواج عام ہو چکا ہے لیکن خرابی یہ ہے کہ صرف لڑکا ہی نہیں بلکہ اس کا باپ، بھائی، دوست سبھی اکٹھے ہو کر جاتے اور لڑکی کو دیکھتے ہیں حالانکہ دیگر مردوں کا یہاں تک کہ لڑکے کے باپ کا بھی ہونے والی بہو کو دیکھنا تب تک حرام ہے جب تک کہ نکاح نہ ہو البتہ نکاح کے بعد صرف لڑکے کا سگا باپ اپنی بہو کو دیکھ سکتا ہے کیونکہ اب وہ اس کا محرم بن چکا ہے۔

دوسرے یہ کہ لڑکے والے سمیت لڑکے اور دیگر مردوں کے گھر گھر جا کر لڑکیاں دیکھتے اور انکار کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ دیکھنے سے قبل دیگر امور کا پتا چلا کر ان کے بارے اطمینان کر لینا چاہیے نیز لڑکی کی عمومی شکل وصورت کے بارے بھی پتا چلایا جا سکتا ہے۔

تیسرے یہ کہ لڑکیاں اپنے روز مرہ کے لباس کے بجائے بن ٹھن کر سامنے آتی ہیں۔ جب کہ عورت کا بن سنور کر غیر مردوں کے سامنے آنا بدترین گناہ ہے۔ چاہے کہ وہ اپنے روز مرہ ہی کے لباس میں ہو۔

یہ اجازت صرف ایک نظر دیکھنے کی ہے، بار بار دیکھنے، ملاقات کرنے، بار بار تانکنے جھانکنے، بات چیت کرنے، خط وکتابت کرنے یا کوئی اور راہ ورسم بڑھانے کی ہرگز اجازت نہیں۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے منگنی اور منگیتر مطبوعہ مشربہ علم وحکمت)

حفظِ نظر کہاں کہاں سے

وہ کون کون سی جگہیں ہیں جہاں اپنی نظر کو بچانے کی کوشش کرنا چاہیئے؟
اس کا مختصر جواب تو یہی ہے کہ جہاں بھی فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہو...... اپنی دلی کیفیت ہر انسان خود جانتا ہے لیکن بعض اوقات انسان خود بھی یہ نہیں جان پاتا کہ اس میں کسی عورت کی کوئی کشش موجود ہے اس لیے وہ فلاں کام کر رہا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ان تمام جگہوں کی نشان دہی کر دی ہے جہاں فتنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

جدید ماہرینِ نفسیات اس بات پر متفق ہیں کہ عورت کی ہر چیز عورت ہے اور یہی وہ بات ہے جسے محدّثین اور فقہائے اسلام روزِ اول سے کہتے چلے آرہے ہیں۔ عورت کی آواز...... اس کی خوشبو...... اس کا لباس...... اس کی قدوقامت...... اس کے قدموں کی چاپ...... اس کے بال...... اس کے ملبوسات...... اس کی تصویر...... سب عورت ہیں اور چھپانے کی چیز...... یہ سب چیزیں مرد کے دل کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے ایک مکمل مہیج ہیں،

لہٰذا ایک مردِ صالح کی یہ کوشش ہونا چاہیے کہ وہ غیر عورت کی ہر چیز سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ اس طرح وہ تمام مواقع جو عورت کا قُرب حاصل کرنے کی خواہش کو ابھارتے ہیں ان سے بچنا ہی بہتر ہے مثلاً نشہ آور اشیاء کا استعمال...... موسیقی...... ڈانس...... بے لگام تفریح...... مخلوط تقریبات...... رومانوی نظم ونثر کا مطالعہ وغیرہ...... زیرِ نظر سطور میں ایسے ہی چند مہیجات کی نشان دہی کی جارہی ہے۔

کسی کا ستر دیکھنا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا ینظر الرجل الی عورۃ الرجل ولا المرأۃُ الی عورۃ المرأۃِ"۔

''کوئی مرد کسی مرد کو اور کوئی عورت کسی عورت کو برہنہ نہ دیکھے۔''

(صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، ح:۳۳۸۔ ابوداؤد، ۴۰۱۸۔ ترمذی:۲۷۹۳)

معلوم ہوا کہ مرد اور عورت دونوں کے ستر کی جگہیں دیکھنا دونوں پر حرام ہیں۔

مولانا ظفیر الدین ندوی لکھتے ہیں: انسانی فطرت ہے کہ ستر کے دیکھنے سے شہوت میں ہیجان پیدا ہوتا ہے، مرد، مرد کا ستر دیکھے یا عورت، عورت کا، یا یہ شکل ہو کہ مرد عورت کا ستر دیکھے اور عورت مرد کا ستر دیکھے، شہوت میں جب ہیجان پیدا ہوتا ہے تو خطرہ منڈلانے لگتا ہے اور پھر ایک غلط جذبہ دل میں گھر

کر لیتا ہے۔ (اسلام کا نظامِ عفت و عصمت ص: ۳۴۳ مطبوعہ دارالاندلس)

چونکہ کسی بھی مرد یا عورت کی ستر کی جگہ دیکھنا دوسرے شخص کے لیے حرام ہے سوائے میاں بیوی کے لہٰذا دوسروں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جائے گی جس سے ستر ننگا ہونے کا اندیشہ ہو۔

مرد کا ستر:

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"اے علی رضی اللہ عنہ اپنی ران کو کسی کے سامنے نہ کھول نہ کسی مُردہ یا زندہ کی ران کی طرف نظر ڈال۔" (سنن ابی داود، سنن ابن ماجہ)

دار قطنی نے نقل کیا ہے کہ:

"جو کچھ گھٹنے کے اوپر ہے اور ناف کے نیچے ہے وہ چھپانے کے لائق ہے۔" (بحوالہ پردہ از مولٰنا مودودی)

معلوم ہوا کہ ایک مرد کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ دوسرے مرد کا گھٹنے سے ناف تک کا حصہ نہ دیکھے اور ہر مسلمان مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس حصے کو ہر وقت، ہر حال میں ڈھانکے رکھے۔

مردوں کا چھوٹا جانگیہ یا نیکر جو اس جگہ کو نہ ڈھانپے، پہننا درست نہیں۔ نہ ہی اس جگہ پر تنگ لباس ہونا چاہیے کیونکہ تنگ لباس اعضائے جسم کی ساخت کو نمایاں کرتا ہے۔ اس لیے اسلام میں ایسا لباس بھی ممنوع ہے۔

چست پتلون یا پاجامہ اسی ذیل میں آتے ہیں لہٰذا جس مرد نے ایسا لباس پہنا ہو، اس سے بھی نظر بچانا چاہیے کیونکہ وہ مرد بے ستر ہے۔

عورت کا ستر بھی دیکھنے سے نظر بچانا چاہیے، چاہے دیکھنے والی عورت ہی کیوں نہ ہو۔ عورت کے ستر میں اس کے چہرے اور ہاتھ کے علاوہ پورا بدن شامل ہے البتہ ایک عورت کی دوسری عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کے علاوہ بدن پر اگر نظر پڑ جائے یا اسے عادتاً یا بوقتِ ضرورت یہ اعضاء کھولنے پڑ جائیں تو کوئی حرج نہیں مثلاً کام کے وقت بازو اور پائنچے اوپر چڑھانا یا بچے کو دودھ پلانا وغیرہ۔

لیکن یہ یاد رہے کہ کلائی اور پنڈلیوں کے علاوہ جسم کے دوسرے حصوں کو خواتین کے سامنے بھی بغیر ضرورت ننگا کرنے یا دیکھنا اور دکھانا درست نہیں۔

اکٹھے نہانا:

عرب معاشرے میں لوگ اکٹھے ننگے ہو کر نہا لینے کو عیب نہیں سمجھتے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ حکم دیا

"خذ عليك ثوبك ولا تمشوا عراةً"۔

(ابوداؤد کتاب الحمام، باب فی التعری: ۴۰۱۶)

"اپنے اوپر کپڑا لازم کرلو اور ننگے مت پھرو۔"

جب عجمی علاقے فتح ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو تاکید کی کہ:

"وہ حمام میں بغیر ازار پہنے نہ نہائیں۔" (بحوالہ فقہ عمر رضی اللہ عنہ، عنوان حمام)

جس کی وجہ یہ تھی کہ حمام میں لوگ ننگے ہو کر اکٹھے نہایا کرتے تھے۔

اکٹھے سونا:

بالغ مردوں اور بالغ عورتوں کو رسول اللہ ﷺ نے اکٹھے سونے سے منع فرمایا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا ینظر الرجل الی عورة الرجل ولا المراة الی عورة المرأة ولا یفضی الرجل الی الرجل فی ثوب واحد، ولا تفضی المراة فی الثوب الواحد"۔

"کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔" (صحیح مسلم کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، ج:٦٧٦)

مراد یہ کہ کوئی بالغ آدمی مرد ہو یا عورت کسی بھی بالغ آدمی (چاہے وہ ہم جنس ہی کیوں نہ ہو) کے ساتھ ننگے بدن نہ لیٹے۔ اور نہ ہی ایک جگہ پر سونے کی عادت بنالے، چاہے لباس مکمل ہی پہنا ہوا ہو، البتہ اگر سردی کی وجہ سے ایک ہی لحاف، کمبل یا چادر اوڑھنے کی مجبوری ہو تو عورتیں عورتیں اور مرد مرد ایک ہی چادر، کمبل یا لحاف وغیرہ میں لیٹ سکتے ہیں بشرطیکہ شائستگی اور حیا کی حدود کو مدنظر رکھا جائے اور لباس مکمل پہنا ہوا ہو۔

عام حالات میں اسلام نے یہ اصول دیا ہے کہ بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو اس کے سونے کا بستر الگ کر دیا جائے اور اسے اکیلے سونے کی

عادت ڈالی جائے، ماں یا باپ کے ساتھ بھی اسے مستقل یا عادتاً دس سال کے بعد نہیں سونا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مروا اولادكم بالصلاة وهم ابناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشرين وفرقوا بين المضاجع"۔

(رواہ ابوداؤد، مستدرک حاکم، مسند احمد بن حنبل)

"اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز کی ادائیگی کا حکم دو اور دس سال کی عمر ہی میں ان کے سونے کی جگہیں الگ کر دو۔"

دراصل انسان کے صنفی اعضا اس قدر حساس ہوتے ہیں کہ ذرا سی تحریک ملنے پر بیدار ہو جاتے ہیں، لہٰذا اپنے ہم جنس سے بھی قدرے جسمانی بُعد ہی محتاط طریقہ ہے، چونکہ ایک ہی جگہ پر اکٹھے لیٹنے سے جسمانی فاصلہ نیند کی حالت میں بسا اوقات کم ہو جاتا ہے یا اعضا کوئی غیر محتاط حالت اختیار کر سکتے ہیں اس لیے بالغ ہو جانے پر خصوصاً الگ الگ سونے کی تاکید کی گئی۔

صنف مخالف کی باتوں میں دلچسپی لینا:

بعض لوگ صنفِ مخالف کا تذکرہ کر کے لذّت اندوزی حاصل کرتے ہیں، اپنے دل کے اس چور سے ہر شخص خود واقف ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جن لوگوں سے پردہ نہ کرنے کی اجازت دی ہے، اس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:

﴿ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ﴾

''یا ایسے لڑکے جو اپنی کم سنی کی وجہ سے ابھی عورتوں کی باتوں سے واقف نہیں''۔ (النور : ۳۱)

معلوم ہوا کہ عورتوں کی باتوں سے واقف ہونے پر پردہ واجب ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل سے اس کی تشریح اس طرح ملتی ہے کہ:

اُم المومنین اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''نبی ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، اس وقت ہمارے یہاں ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا، وہ عبداللہ بن امیہ میرے بھائی سے کہہ رہا تھا...... ''اے عبد اللہ! اگر کل اللہ نے تمہیں طائف پر فتح دی تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا وہ جب سامنے آتی ہے تو چار بٹوں کے ساتھ آتی ہے اور جب واپس جاتی ہے تو آٹھ بٹوں کے ساتھ جاتی ہے۔'' ...... یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا:

" ألا ارى هذا يعرف ما ههنا لا يدخلن عليكن، قالت فحجبوه"۔

''میں سمجھتا ہوں کہ یہاں جو عورتیں ہیں یہ ان کو بھی پہچان رہا ہوگا (یعنی یہ عورتوں کے حُسن اور قبح کے بارے جانتا ہے) یہ اب تمہارے پاس نہ آئے۔'' (صحیح مسلم، کتاب السلام، منع المخنث من الدخول علی النساء الا جانب، ح:۹۸۶)

صحابہ کرام بھی ایسے اشخاص کو جو عورتوں کی باتوں میں دلچسپی لیتے تھے اور ان کی وجہ سے عورتوں کے فتنے میں پڑنے کا امکان ہوتا انہیں شہر بدر کر

دیتے۔ عمر رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کر رہے تھے۔ آپ نے ایک گھر سے چند عورتوں کی آوازیں سنیں، جن میں یہ بات ہو رہی تھی کہ مدینہ کا سب سے خوب صورت مرد کون ہے؟ ابوشغال کے بارے ان کی رائے تھی کہ وہ خوب صورت شخص ہے۔ صبح ہوئی تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا پتا کروایا اور اپنے یہاں بلوایا۔ وہ واقعی ایک خوب صورت شخص تھا۔ آپ نے اس کے سر کے بال مونڈ وادیے تاکہ اس کی جسمانی کشش کم ہو جائے لیکن وہ اور زیادہ خوب صورت لگنے لگا، پھر آپ نے اسے بصرہ کی طرف جلاوطن کر دیا۔

(بحوالہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ از طہٰ حسین)

دورِ حاضر میں بہت سی عورتیں جو کسی ادارے میں ملازمت کرتی ہیں، یا گھروں میں کام کرنے آتی ہیں، غرض کسی بھی شعبہ زندگی سے تعلق رکھتی ہوں، مرد اکثر ان کے سراپے، لباس، چال ڈھال اور ان کے طور طریقوں کی مزے لے لے کر بات کرتے ہیں، بعض عورتوں کی تصاویر کو سامنے رکھ کر ان کے نجی حالات معلوم کرتے اور ان میں کسی نہ کسی انداز سے دل چسپی لیتے ہیں جب کہ ایک مرد کے لیے کسی بھی عورت میں دل چسپی لینا یا اس کے کسی بھی پہلو پر بغیر ضرورت بات کرنا فتنے سے خالی نہیں ہوتا البتہ ضرورتاً مرد کسی عورت کے بارے بات کر سکتا ہیں۔

ایک رات عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے سنا:

هَلْ مِنْ سَبِيلٍ إِلَى خَمْرٍ فَأَشْرَبَهَا

او مِن سبیلِ الی نصرِ ابنِ حجاجٍ

''کیا شراب پینے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے اور نصر بن حجاج تک پہنچنے کا کوئی طریقہ ممکن ہے؟''

دوسرے دن آپ نے نصر بن حجاج کو طلب کیا۔ دیکھا کہ وہ بہت ہی حسین و جمیل ہے۔ عمر ﷺ نے اس سے کہا ''ذرا اپنے بال ٹھیک کر لو۔'' جب اس نے بال ٹھیک کیے تو اس کی خوب صورتی اور بڑھ گئی۔ پھر آپ نے کہا، ''عمامہ باندھ لو۔'' اس نے عمامہ باندھا تو اس کے حسن میں مزید اضافہ ہو گیا۔ گزشتہ رات عورت کی بے کلی اور حسرت بھری تمنا صاف ظاہر کر رہی تھی کہ نصر بن حجاج اور اس کے درمیان ناجائز محبت راہ پا چکی ہے، اس لیے آپ نے اس کی ضرورت کا انتظام کر کے اسے بصرہ بھیج دیا کیونکہ مدینہ میں اس کی موجودگی سے اس کا امکان زیادہ تھا کہ وہ دونوں معصیت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، جلد۳۔ عورت اسلامی معاشرے میں، ص: ۳۲۸)

رومانوی اشعار کہنا، سننا یا پڑھنا:

عورتوں کی باتوں میں دلچسپی لینے کا ایک طریقہ نظم کا پیرایہ بھی ہے۔ یہ ایک ایسی وبا ہے جسے ہر معاشرے میں فنِ لطیف کی حیثیت حاصل ہے۔ گندے سے گندے خیالات جنہیں ادا کرنے سے زبان شرم محسوس کرتی ہو یا اسے معاشرہ بے ہودہ اور ناروا قرار دیتا ہو، وہی مضمون جب فنی محاسن کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے تو اسے جانِ ادب کہا جاتا ہے۔ اگر دنیا بھر میں مختلف

زبانوں میں کی گئی شاعری کا جائزہ لیا جائے تو اس میں دو تہائی حصہ رومانوی شاعری ہوگی۔ ستم تو یہ کہ گندے اور بے حیا شعر کی بھی ہزاروں تاویلیں کر کے معرفت اور تصوّف کے مضامین برآمد کر لیے جاتے ہیں۔

ادب میں ایک صنف کا نام ہی غزل (یعنی عورتوں کی باتیں کرنا) ہے عربی زبان میں اسے تشبیب کا نام دیا جاتا ہے۔ جس میں عورت کے مختلف اعضاء اور اس سے اپنے اظہارِ عشق کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے اس صنف میں مضمر خطرات کے پیشِ نظر اسے شاعروں کے لیے ممنوع قرار دے دیا تھا۔ آپؓ نے کہا:

"خبردار کوئی شاعر عورتوں کے ساتھ تشبیب نہ کرے ورنہ میں اسے سزا دوں گا۔" (اسد الغابہ، تذکرہ حمید بن ثور)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں سورہ شعرا میں شاعروں کی مذمت کی ہے البتہ اہلِ ایمان شعرا کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ جو شعر شریعت کی کسوٹی پر پورا اترے وہی شعر کہلانے کا حقدار ہے۔ ورنہ اکثریت کا خیال تو یہ ہے کہ ؎

بنتی نہیں بادہ و ساغر کہے بغیر

ناپاک خیالات اور فحش خیالات تکمیلِ لذت کا تقاضا بھی کریں گے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مقامِ عرج پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک شاعر شعر (گندے) پڑھتا ہوا آیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خـذ وا الشیطان اَوْ امسکوا الشیطان لَأنْ یَمْتلِیَ جَوفُ رجُلٍ قَیْحًا خَیرٌ له مِن اَن یَمْتَلِئَ شِعْرًا"۔ (صحیح مسلم، کتاب الشعر، رقم الحدیث: ۱۱۹۰)

"شیطان کو پکڑ لو، یا فرمایا: شیطان کو روک لو، آدمی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس میں فحش اشعار جمع ہوں۔"

صرف رومانوی شاعری ہی نہیں بلکہ ہر وہ تحریر جس میں مرد اور عورت کے بارے میں ایسا پیرایہ اختیار کیا گیا ہو جس سے ان دو کے درمیان ناجائز تعلق اور اس سے متعلقہ امور کا تذکرہ ہو اور وہ ان امور کو ابھارنے والے مواد پر مبنی کہانی، ڈرامہ، فلم یا مضمون ہو تو وہ شیطانی تحریر ہی کے ضمن میں آئے گا، نیز ایسی تمام تحریریں لکھنا، پڑھنا، سننا اور سنانا نبی اکرم ﷺ کے متذکرہ بالا فرمان کی روشنی میں بدترین اور خبیث چیز ہے اور اس سے بچنا ہی مطلوب ومحبوب ہے۔

گانا بجانا (موسیقی):

شعر گانے کو زمین مہیا کرتا ہے اگر شعر حیوانی جذبات کو ابھارنے والا اور ناپاک خیالات والفاظ سے ترتیب دیا گیا ہو جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں وضاحت کی جا چکی ہے تو یہ شعر گانے کے جس انداز میں بھی پڑھا جائے، حرام وممنوع ہے، نیز ایسے اشعار جب گانے میں ڈھل جائیں تو ان کی شہوانہ اثر انگیزی اکیلے شعر کی نسبت کئی گنا بڑھ جاتی ہے اور جب گانے کے ساتھ

کوئی آلہ موسیقی بھی ہو یا بہت سے آلاتِ موسیقی ہوں تو اس کی ہلاکت خیزی سے انکار کرنا ممکن ہی نہیں ...... شریعت اسلامیہ میں ہر قسم کا آلہ موسیقی حرام ہے چاہے وہ تالی ہو، چمٹا ہو، گھنگھرو ہوں یا ڈھول، طبلے، نفیری، بانسری، وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لیکونَنَّ مِنْ اُمتی اقوامٌ یَسْتحلّون الْحر والحریرَ والخمر والمعازِفَ"۔

(بخاری، کتاب الاشربہ، باب ماجاء فیمن یستحل الخمر ویسمیہ بغیر اسمہ، رقم الحدیث:۵۵۹)

"میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو شرمگاہ (یعنی زنا) ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال کرلیں گے۔" نیز فرمایا:

"لَیُمْسَخُنَّ قَومٌ وھم علی اَرِیْکَتِھم قردةٌ وخنازیرُ لِشُرْبِھِمُ الْخُمُر وضَرْبِھِمُ بِالْبُراطِ وَالْقِیان"۔

(ذم الملاہی، ق۲/۲ تاریخ دمشق ابن عساکر، کیا موسیقی حرام نہیں؟ ص ۱۸)

"لوگ اپنے بستروں پر ہوں گے اور ان کے چہرے مسخ ہو جائیں گے۔ انہیں بندروں اور سوروں کی شکل میں بدل دیا جائے اس کا سبب ان کا شراب پینا اور گاجے باجے بجانا ہوگا"۔

گویا گانے بجانے کے آلات صرف حرام ہی نہیں بلکہ ان میں دل لگانے والوں کا انجام بندر اور سور کی شکلوں میں تبدیل ہو جانے کا عذاب

ہے۔

یاد رہے کہ ہر آلہ موسیقی حرام وممنوع ہے سوائے دف کے اور ہر برے اور فحش خیالات کا حامل شعر یا گیت ممنوع ہے البتہ اخلاقی، مذہبی، جنگی اشعار وغیرہ اس سے مستثنیٰ ہیں لیکن اگر انہیں بھی ساز کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ ممنوع ہی کہلائیں گے، بغیر ساز کے انہیں مرد مردوں میں اور چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں عورتوں میں پڑھ سکتی ہیں۔

امام ابن جوزیؒ گانا سننے کے بارے کہتے ہیں: گانا سننے میں دو خرابیاں ہیں، پہلی یہ کہ گانا آدمی کو اللہ کی عظمت میں تفکر اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے غافل کر دیتا ہے۔ دوسرے یہ آدمی کو دنیوی لذتوں کی طرف مائل کرتا ہے جو اس کو تمام مادی خواہشات کی تکمیل پر مجبور کرتے ہیں۔ ان خواہشات میں سرفہرست جنسی خواہش ہے اور جنسی خواہشات کی پوری آسودگی نئے نئے تعلقات کے لیے جائز حدود میں گنجائش نہیں، یوں موسیقی آدمی کو زنا پر اکساتی ہے پس گانے اور زنا کے درمیان ایک طرح کی مناسبت ہے گانا روح کی لذت ہے اور زنا نفس کی سب سے بڑی لذت ہے۔ (تلبیس ابلیس)

جو لوگ گانا سننے کی لت میں گرفتار ہو جاتے ہیں ان کے لیے شراب، جوئے، لونڈے بازی، زنا وغیرہ میں گرفتار ہونے کا راستہ آسانی سے کھل جاتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ موسیقی انسان کو زنا پر ابھارنے کا منتر ہے۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے ...... طاؤس ورباب، مطبوعہ مشربہ علم وحکمت)

فحش گالیاں:

بعض لوگ بڑے دھڑلے سے فحش گالیاں دیتے ہیں۔ اگر اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ایسی گالیاں دینے والے کے اندر شدید قسم کی خباثت بھری ہوئی ہے جسے وہ گالیوں کی صورت تسکین مہیا کر رہا ہے۔ جدید ماہرینِ نفسیات نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ایسے شخص کو ذہنی مریض قرار دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اس مرض کے تمام زہریلے اثرات سے واقف تھے۔ آپ ﷺ جانتے تھے کہ ان کے کہنے والے کے اندر کیا ہوتا ہے، سننے والوں پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے اور جسے سنایا جا رہا ہے اس پر کتنا بھیانک ردِ عمل ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مسلمانوں کی یہ صفت قرار دی کہ:

"وہ فحش بکنے والا نہیں ہوتا۔" (ترمذی، حسن صحیح حدیث)

نیز فرمایا:

"منافق کی چار علامات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ جھگڑا کرے تو گالی دے۔" (بخاری ومسلم)

انہی فرامینِ نبی ﷺ کی روشنی میں ایک صالح مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی فحش گالیاں کہنا تو درکنار، ان کے سننے سے بھی اپنے کان بند رکھے۔ ورنہ فحش الفاظ خیالات کو بھی فحاشی کی جانب بہا لے جائیں گے۔

عورتوں کے ملبوسات دیکھنا:

ماہرینِ جنسیات نے لکھا ہے کہ بعض مردوں کی شہوت عورتوں کے ملبوسات دیکھ کر بھڑک اٹھتی ہے بلکہ کئی دل پھینک عورت کی بنیان، قمیض، رومال یا دوپٹے وغیرہ کو اس کی یادگار کے طور پر رکھتے اور اس سے آتشِ عشق کو تسکین پہنچاتے ہیں۔

دورِ حاضر میں عورتوں کے ملبوسات کی سرِ عام نمائش محلِ نظر ہے۔ ملبوسات تیار کرنے کی دکانوں پر نسوانی جسم کے ساتھ ان کی نمائش کی جاتی ہے۔ ماڈل گرل کا پیشہ بھی اسی دور کی پیداوار ہے۔ مرد درزی جب عورت کا ماپ لیتے ہیں تو اس عورت کا جسمانی ماپ ہوتا ہے اس میں ستر کہاں رہ گیا؟ اور حجاب چہ معنی؟...... چاہے عورت اپنا سلا ہوا کپڑا ہی کیوں نہ بھیجے۔ یہ بھی تو ماپ ہی کا ایک انداز ہے۔ اب تو شرمناک حد تک عورت کے اندرونی کپڑے بھی نمائش کے لیے رکھے جاتے اور خریدے اور بیچے جاتے ہیں۔ اسلامی حدودِ حجاب کا تقاضا تو یہ ہے کہ عورت کے کپڑے عورتیں ہی تیار کریں۔ تیاری کے بعد بیچنے اور تقسیم کرنے کا عمل بھی نسوانی ہاتھوں میں ہو۔

خود عورت کو بھی چاہیے کہ وہ مرد سے کپڑے سلوانے کی بجائے عورت سے سلوانے پر کفایت کرے یا جیسا ہو خود سی لے۔ ہمارے بزرگ تو اتنے باحیا، غیرت مند اور عورت کے ملبوسات کی نمائش کے مضمرات سے اتنے واقف تھے کہ وہ عورت کے کپڑے دھو کر خشک کرنے کے لیے بھی ایسی جگہ

پھیلانا ناپسند کرتے جہاں ان پر نامحرم مردوں کی نظر پڑے۔

جوتے بھی عورت کے ملبوسات میں شامل ہیں۔ مردوں کے سامنے جوتے پہن کر دیکھنا، بہت سی ستر وحجاب کی پابندیوں کو توڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ بہنوں کو چاہیے کہ جیسا کیسا جوتا ملے اپنے مردوں کے ذریعے منگوالیں لیکن نمائشِ پامت کریں۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: عورت کا لباس مطبوعہ مشربہ علم وحکمت)

راستوں میں بیٹھنا:

مردوں کو چاہیے کہ وہ حتیٰ الامکان گلیوں، بازاروں اور سڑکوں پر بیٹھنے یا تادیر کھڑے ہونے سے اجتناب کریں کیونکہ یہ جگہیں مرد اور عورت دونوں کے گزرنے کی ہیں۔ اس صورت میں نامحرم خواتین پر نظر پڑسکتی ہے اگر ضرورتاً راستے میں بیٹھا جائے تو اپنی نظر کو نامحرم خواتین کی طرف اٹھنے سے بچانا اشد ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو تاکید کی کہ:

"ایاکم والجلوس علی الطرقات"۔

"راستوں پر نہ بیٹھا کرو۔"

صحابہ نے عرض کیا! "ہم کو وہاں بیٹھے بغیر چارہ نہیں وہیں ہم لوگ باتیں کرتے ہیں۔"

فرمایا:

"فاذا ابیتم الی المجالس فاعطوا الطریق حقھا"۔

اچھا! ''اگر تم نہیں مانتے تو رستے کا حق ادا کیا کرو۔''
انہوں نے عرض کیا! ''یارسول اللہ ﷺ رستے کا حق کیا ہے۔''
آپ ﷺ نے فرمایا:
" غض البصر، کف الاذی، ورد السلام وامر بالمعروف ونهی عن المنکر "۔
'' نگاہ نیچی رکھنا......اذیت دینے سے باز رہنا......سلام کا جواب دینا......اچھی بات کا حکم دینا...... بری بات سے منع کرنا۔
(بخاری کتاب الاستیذان وکتاب المظالم، ح:۲۳۰۱، مسلم کتاب اللباس)
دورِ نبوی میں گھروں میں بیٹھک یا ڈرائینگ روم نہیں ہوتے تھے اس لیے مرد حضرات راستوں یا میدانوں میں بیٹھا کرتے تھے۔ دورِ حاضر میں اب یہ ضرورت نہیں رہی، اس کے باوجود ہر جگہ نہ صرف مرد موجود ہوتے ہیں، بلکہ نوجوان اکثریت کا تو مقصد ہی عورتوں کو گھورنا ہوتا ہے۔ دورِ شرافت میں جواب حصہِ ماضی بن چکا ہے۔ مرد اس فرمانِ رسالت پر کاربند تھے جیسے ہی کسی عورت کو دیکھتے ......سمٹ کر ایک طرف ہو جاتے اور اپنی نظر مخالف سمت موڑ لیتے۔
بزرگ حضرات اگر لڑکوں کو سرِ راہ کھڑے ہوئے یا گپیں ہانکتے دیکھتے تو انہیں سخت ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے لیکن اب یہ بات خواب و خیال بن چکی ہے اور نیم برہنہ حالت میں لڑکے تو کیا خود عورتیں بھی سڑکوں پر بلا ضرورت

اور بے محابا مردوں کی طرح گزرتی اور کھڑی ہوتی ہیں۔

مخلوط جگھوں سے اجتناب:

دورِ حاضر میں مخلوط معاشرہ وجود میں آچکا ہے۔ گھر، دفتر، بازار، سکول، کالج، پولیس، آرمی، فیکٹری، اسمبلی...... غرض کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں مرد و عورت دونوں موجود نہ ہوں۔ ایک مسلمان مرد اپنی نظر کی حفاظت کرنا اور اپنے ایمان کی حلاوت کو قائم رکھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے ادارے میں ملازمت سے گریز کرے جہاں خواتین بھی ہوں کیونکہ عورت مرد کے لیے بدترین فتنہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ما ترکت من بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء"۔

''میں نے اپنے پیچھے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ مردوں کے لیے نہیں چھوڑا۔'' (بخاری کتاب النکاح: ۵۰۹۶۔ مسلم کتاب الذکر ابن ماجہ، ۳۹۸۸)

ایک اور روایت میں ہے:

"فاتقوا الدنیا واتقوا النساء فان اول فتنة بنی اسرائیل کانت فی النساء"۔ (مسلم، کتاب الرقاق، باب اکثر اہل الجنۃ الفقراء واکثر اہل النار النساء: ۲۷۴۲)

''دنیا اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ جو پیدا ہوا وہ عورتوں ہی میں تھا۔''

معلوم ہوا کہ عورت مرد کے لیے فتنے کا باعث ہے لہٰذا اس سے بچنے کے لیے شرعی احکام و آداب کی رعایت کرنا ضروری ہے۔

نیز یہ کہ جس قوم کے مردوں پر عورت حاوی ہو جاتی ہے اس قوم پر زوال آنا لازمی ہو جاتا ہے۔

یہی وہ فتنہ ہے جس سے بچنے کے لیے یوسف علیہ السلام جیسے باعفت نبی نے دعا کی تھی کہ:

﴿رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْهِ وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَاَکُنْ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ﴾ (یوسف:۳۳)

"اے میرے رب جس کام کی طرف یہ عورتیں مجھے بلا رہی ہیں اس سے تو مجھے جیل زیادہ پسند ہے اور اگر تو ان کے داؤ پیچ کو مجھ سے دفع نہ کرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور نادانی کا کام کر بیٹھوں گا۔"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر گھر میں شیطان میرا ہم نشین ہو تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کوئی نامحرم عورت میری ہم نشیں بن جائے۔ (آثار ابی یوسف فقہ ابن مسعود،ص:۲۰۶)

عورت حجاب میں بھی ہو تو اس سے نظر بچانا:

عورت اگر حجاب میں بھی ہو تو اس کی طرف نظر اٹھا کر بالا رادہ بار بار دیکھنا درست نہیں۔ علاء بن زیاد کا قول ہے:

"کسی عورت کی چادر پر بھی نظر نہ ڈالو کیونکہ نظر دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے۔" (الاحیاء العلوم الدین)

حجاب والی عورت کو بظاہر دیکھنا کوئی بڑا عیب نہیں سمجھا جاتا لیکن اس

دیکھنے کے دو ہی مقصد ہو سکتے ہیں:

① ...... باحجاب عورت کو دیکھ کر دیکھنے والے اس کی قامت اور ڈیل ڈول دیکھنا چاہتے ہیں۔

② ...... دیکھنے والا تجسس میں ہے کہ ہو سکتا ہے عورت کا کوئی اندرونی کپڑا، کوئی زیور، کوئی سنگھار، مہندی، انگوٹھی وغیرہ یا عورت کی جلد کی کہیں سے کوئی جھلک نظر آ جائے۔

غور کیجیے یہ دونوں امکانات کسی فتنے سے خالی نہیں ہیں، لہٰذا جب باحجاب عورت سامنے آئے گی یا سامنے سے گزر رہی ہو گی تو ایک باعفت مردِ مومن اپنی نظر نیچی ہی رکھے گا اور جتنی بار وہ کسی باحجاب عورت سے اپنی نظر بچائے گا اتنی بار اس صالح عمل کا اجر حاصل کرے گا۔

بصورت دیگر فتنہ کہیں نہ کہیں دل میں موجود ہے اور اس فتنے کی چنگاری کسی وقت بھی بھڑک سکتی ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ جسے گھور کر دیکھا جا رہا ہے اسے بھی شیطان پھسلا دے۔

خواتین کی تصاویر سے بھی نظر بچانا:

دورِ حاضر میں ٹی وی...... وی سی آر...... فلم...... وڈیو فلم...... اشتہارات...... اخبارات...... رسائل...... مصوّروں کی تصاویر سے سجی دکانیں...... سائن بورڈ کے ساتھ عورت کی تصویر...... مخلوط تقریبات کی جھلکیاں...... غرض ہر طرف تصویر کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ اس سیلاب میں سیاسی، مذہبی اور پیشہ ورانہ

شخصیات کی تصویریں بھی کسی سے پیچھے نہیں۔ یہ تمام صاحبِ تصاویر صنفِ مخالف کے لیے نامحرم ہیں اوران سے نظر بچانا اسی طرح فرض ہے جس طرح ایک موجودانسان سے نظر بچانا ضروری ہے۔

رسول اللہ ﷺ کاارشاد ہے:

”لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها كانهٗ يَنْظُرُ اِليها“۔

”کوئی عورت کسی عورت سے اس طرح نہ رہے سہے کہ وہ اپنے شوہر سے اس کا ذکراس طرح نہ کرے گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، ۵۲۴۰)

جب صرف زبان سے عورت کا نقشہ بیان کرنے کی ممانعت ہے تو تصویر...... جس کے دیکھنے کے بعد متعلقہ شخص کی پہچان میں کوئی شبہ نہیں رہتا...... کیسے جائز ہوسکتی ہے۔ رہی سہی کسر متحرک تصاویر پوری کر دیتی ہیں۔ تصویر چونکہ ہوتی ہی نمائش کے لیے ہے اس لیے خوبصورت انداز میں دی جاتی ہے۔ لہٰذا خواتین کی تصاویر سے مرد حضرات کو اپنی نظریں بچانا لازمی ہے۔

دورِ حاضر میں بے حیائی کو پھیلانے میں عورت کی تصویر کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ تسمہ تک بیچنے کے لیے شیطانی ذہن عورت کی تصویر لگا دیتا ہے۔ اخبارات یا مصنوعات کی فروخت تو ہے ہی عورت کی تصویر کے بل پر۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر عورت کی تصویر خارج کر دی جائے تو ان کی فروخت

% 50 تک کم ہو جائے۔

غرض دورِ حاضر میں ایسے تمام صنعت کار جو فروخت کے لیے یا تشہیر کے لیے عورت کی تصویر کا سہارا لے رہے ہیں وہ دراصل بے حیائی کے ساتھ عورت کی عفت و عصمت بیچ کر اپنی جیب اور بنک بھر رہے ہیں، تصویر دینے کا انداز بھی شریفانہ نہیں بلکہ اتنا گندہ اور بے حیا ہوتا ہے کہ شیطان بھی دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگائے۔ تصویر اور تشہیر ہی سے بچے بچے کو بدنگاہی اور بدکرداری کے تمام طریقے سکھا دیے جاتے اور تمام مناظر دکھائے جاتے ہیں۔

افسوس تو یہ کہ ان جنس فروش شیطانوں کی مصنوعات کا کوئی غیرت مند مسلمان بائیکاٹ تک نہیں کرتا بلکہ ان کی مصنوعات خرید کر ان کے اس گھناؤنے کام کو جاری رکھنے میں مدد دینے کا سبب بن جاتا ہے۔

اپنے آپ کو برہنہ دیکھنے سے نظر بچانا:

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"احفظ عورتك الا من زوجتك او ما ملكت يمينك"۔

"اپنے ستر کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سوا ہر ایک سے محفوظ رکھو۔"

ایک صحابی نے عرض کیا: "اذا كان الرجل خاليا"۔

"جب آدمی تنہا ہو تو"

فرمایا: "الله احق ان يستحي منه من الناس"۔

”اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ اس کا حقدار ہے کہ اس سے حیا کی جائے۔“

(ابوداؤد کتاب الحمام، باب فی التعری، رقم الحدیث ۴۰۱۷)

مولانا ظفیر الدین ندوی لکھتے ہیں: ادب کا تقاضا تو بلاشبہ یہی ہے کہ تنہائی میں کراماً کاتبین فرشتے اور خود رب العزت کی موجودگی کا تصور وخیال غالب ہو اور حیا وشرم کا پاس باقی رہے مگر ساتھ ہی بالکل ننگا ہونے میں جذباتِ نفس میں بھی کبھی ہیجان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(اسلام کا نظامِ عصمت وعفت، ص ۳۳۵)

دراصل بہت سی صنفی بیماریاں صرف دو اسباب سے وقوع میں آیا کرتی ہیں اپنے اعضائے ستر کو ننگا دیکھنا یا انہیں بلاضرورت مس کرنا۔ غالباً اسی احتیاط کے پیشِ نظر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر شرمگاہ کو ہاتھ لگ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

تاکہ ایک مسلمان اس قسم کی فضول اور فحش کی طرف لے جانے والی حرکت ہی سے بچا رہے۔

غیر مسلم عورتوں سے بھی نظر بچانا:

حجاب کی پابندی صرف ان عورتوں پر ہے جنہوں نے اسلامی ضابطہِ حیات کو تسلیم کرلیا، ربِّ واحد پر ایمان لائیں اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کے سامنے سر جھکا دیا۔ یہ خواتین محصنات ومومنات ہیں، پاکدامن ہیں، یہ خود بھی اپنے آپ کو غیر محرم مرد کی نظروں میں آنے سے بچاتی ہیں لیکن غیر

مسلم عورتیں جو حجاب کی پابندی نہیں کرتیں کیا ان سے بھی نظر بچائی جائے؟
اس کا جواب ہاں میں ہی ہے کیونکہ عورت ہونے کی وجہ سے ان میں بھی تمام فتنہ سامانیاں موجود ہیں بلکہ مسلمان اور باحجاب عورت سے بہت زیادہ۔
امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے کہ سعید بن الحسنؒ نے حسنؒ سے کہا کہ عجمی عورتیں اپنے سینے اور سر کھول کر رکھتی ہیں لہٰذا ان سے نظر بچا کر رکھا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں کو غضِ بصر کا حکم دیا ہے۔
اسلام دشمن قومیں مسلمان قوم کی ذلت وشکست سے ہم کنار کرنے کے لیے اکثر عورتوں کے ہتھیار سے کام لیا کرتی ہیں، بہت سے معرکوں میں جب دشمن نے دیکھا کہ مسلمانوں کو زیر نہیں کیا جا رہا تو ہزار فتنہ ساماں آرائش وزیبائش کے ساتھ انہوں نے مسلمان مجاہدین کے سامنے عورتیں کھڑی کر دیں لیکن آسمانِ عالم نے یہ نظارہ بھی دیکھا ہے کہ ان عورتوں نے اعتراف کیا کہ مردِ مومن اپنی نظر کی حفاظت کرنے میں اسی طرح ثابت قدم اور مستقل مزاج ہے جس طرح وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے میں ثابت قدم رہتا ہے۔
کاش! آج کا مسلمان مرد بھی ایمان اور نگاہ کی حفاظت میں اسی طرح پر عزم، مضبوط اور چوکس ہو جائے جس طرح اس کے شان دار ماضی کے مالک اسلاف تھے۔
دورِ حاضر کے مسلمانوں نے کبھی اس پر غور کیا کہ تحریروں میں عورت، ڈرامے اور شعر میں عورت، گانے میں عورت، جنس بیچنے میں عورت، اشتہار

میں عورت، اخبارات و رسائل میں عورت، ریڈیو ٹی وی میں عورت، اسپتال، فوج، پولیس، دفتر، بینک، مزدوری غرض ہر جگہ پر عورت کس کے اشارے پر آگے لائی گئی اور لائی جارہی ہے۔ جی ہاں ہمارے سب سے پہلے نمبر پر دشمن اقوامِ متحدہ کے پروگرام "سیڈا" کے تحت ہر ملک کو پابند کیا گیا کہ ہر محکمے میں مردوں کے ساتھ ساتھ پچاس فی صد عورتوں کی موجودگی یقینی بنائی جائے۔

افسوس تو اس بات پر ہے کہ ہماری حکومت اور ہمارے معاشرے نے عورت کے اس سنگین اور زوال وذلت سے دوچار کرنے والے فتنے کو خوشی سے قبول کرلیا ہے۔ کاش مرد دشمن کا اشارہِ ابرو سمجھتے ہوئے اپنی عورت کو مردوں میں داخل ہو کر کام کرنے سے روک دیتے یا خود عورت کے فتنے کو اپنے دفتر اور اپنے کاروباری معاملات میں گھسنے سے روکنے کے لیے ہر ممکن قدم اٹھاتے لیکن ایسا نہیں ہوا، نتیجہ یہ کہ مغرب کی طرح گھر میں ایک عدد قانونی بیوی بھی ہے اور باہر غیر قانونی تعلقات بھی روز بروز بڑھ رہے ہیں۔

لونڈی کی طرف دیکھنا:

امام مروزیؒ نے امام احمدؒ سے سوال کیا کہ کیا مرد کسی لونڈی کو دیکھ سکتا ہے (یعنی جسے خریدنے کا ارادہ نہیں وہ پردہ کرنے سے مستثنیٰ ہے)۔

آپ نے فرمایا: " میں اس معاملے میں فتنے سے ڈرتا ہوں کیونکہ بہت سی نظروں نے اپنے صاحب کے قلب کو آزمائش میں ڈال دیا"۔

(احکام النظر ...... سہم ابلیس وقوسہ)

لونڈی کو شریعت اسلامیہ میں حجاب کی پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تاکہ شریف و آزاد عورت اور لونڈی میں فرق کیا جا سکے لیکن لونڈی کے لیے بن سنور کر باہر نکلنا ممنوع ہے تاکہ معاشرے میں فتنہ نہ پھیلے۔ چونکہ لونڈی حجاب سے مستثنیٰ ہے لہٰذا اس کی طرف دیکھ سکتے ہیں بشرطیکہ دل میں کسی برائی کا یا بری نظر سے دیکھنے کا ارادہ نہ ہو، اگر نظر بچائی جائے تو یہ عمل قابل تحسین ہے تاکہ نگاہ کی مکمل حفاظت کی جا سکے۔

دورِ حاضر میں بعض لوگ ملازمہ کو بھی لونڈی پر قیاس کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سخت غلط فہمی ہے۔ ملازمہ ایک آزاد عورت ہے اور اس پر ستر و حجاب کی یا دیگر تمام معاشرتی اقدار کا اطلاق اسی طرح ہوتا ہے جس طرح ایک شریف اور آزاد عورت پر ہوتا ہے۔ لہٰذا گھریلو ملازمہ سے نظر بچانے کا خصوصی اہتمام ہونا چاہیے۔ نہ ہی اس کے ساتھ خلوت اختیار کی جائے جس طرح کہ بعض گھروں میں اکیلا مرد اور ملازمہ ہوتی ہے یہ شرعاً ممنوع و حرام ہے۔ ملازمہ کو بھی چاہیے کہ وہ مکمل حجاب کرے اور اپنی نگاہ کی حفاظت کرے۔ نیز کسی ایسے گھر میں جہاں مرد تنہا ہو وہ کام کرنے کے لیے نہ جائے۔



نظر بازی اُمُّ الامراض

نظر بازی ایک جنسی بیماری ہے جو نظر سے اتر کر سیدھا دل پر وار کرتی اور دماغ اور جسم کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ علمِ طب میں اس بیماری سے پیدا ہونے والے بہت سے امراض کی نشان دہی کی گئی ہے۔ ماہرینِ نفسیات اسے ایک ذہنی بیماری قرار دیتے ہیں۔

جناب حمیر ہاشمی اپنے ایک مضمون ''خبیت اور اس کے ردِ عمل'' میں لکھتے ہیں کہ جب انسان کی کوئی خواہش پوری نہیں ہو پاتی تو وہ خبیت (مایوسی) میں مبتلا ہو جاتی ہے اگر خواہش کی شدّت ایک حد سے تجاوز کر جائے تو تسکین نہ ہونے کی بنا پر اس شخص کے لیے بہت سے شدید ذہنی اور جسمانی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ آپ نے شیریں فرہاد کے قصے کا ذکر تو ضرور سنا ہوگا، اس میں شیریں کو حاصل کرنے کی خواہش اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ وہ تن تنہا دودھ کی نہر کھودنے میں کامیاب ہو گیا۔ جب وہ یہ عظیم کارنامہ سرانجام دینے کے بعد بھی اپنی خواہش کی تسکین نہ کر سکا یعنی شیریں کا وصال حاصل نہ کر سکا تو اسی تیشے کو جس سے وہ دودھ کی نہر کھود چکا تھا اپنے سر میں مار کر مر گیا۔''

نظر بازی کی وجہ سے کردار میں ایسی خامیاں پیدا ہو جاتی ہیں جن سے انسان ایک نیم پاگل نظر آنے لگتا ہے۔ مثلاً ناز نخرے سے چلنا...... عورتوں کو دیکھ کر بلا ضرورت سائیکل یا موٹر سائیکل تیز تیز یا بہت آہستہ آہستہ چلانا...... سیٹیاں بجانا...... گنگنانا...... بالوں کو بار بار ہاتھ پھیر کر سیدھا کرنا...... زور زور سے باتیں کرنا...... بلا وجہ ہنسنا...... تالیاں پیٹنا...... شیخیاں بھگارنا...... اپنے ناکردہ کارنامے بیان کرنا...... شوخ رنگ کپڑے پہننا...... کبھی بالکل برہنہ ہونے کی خواہش کرنا...... چُست کپڑے پہننا...... کبھی داڑھی مونچھ صفا چٹ اور کبھی بے تحاشا بڑھا لینا...... خیالی پلاؤ پکانا...... نسوانی تصاویر کو گھنٹوں دیکھتے رہنا، عورتوں کے گزرنے کی جگہ پر کھڑے ہونا...... بلا وجہ سڑک نوردی کرنا...... غلط فون کر کے خواہ مخواہ عورتوں کو تنگ کرنا...... یہ سب نظر بازی کی ہی پیدا کردہ حرکاتِ شنیعہ ہیں۔ ان کا اگلا مرحلہ پرس چھیننا...... چوری کرنا...... قتل کرنا...... اور خواتین یا بچوں کی آبرو ریزی کر کے ان کا گلا گھونٹ دینا ہے۔ جرائم کے حوالے سے ایک مقولہ مشہور ہے کہ ''جھگڑے کی بنیاد تین چیزیں ہیں: زن...... زر...... زمین'' اور یہ حقیقت بھی ہے کہ دورِ حاضر میں زن سے متعلق جرائم کی تعداد 60% ہے۔

نظر بازی کا علاج:

گزشتہ صفحات میں جو کچھ کہا گیا اس کا تعلق اس خبیث بیماری سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر سے ہے، جو شخص مذکورہ پرہیز پر جتنی سختی سے عمل کرے

گا اتنا ہی اس سے بچا رہے گا۔ رہا اس کا علاج؟......تو وہ نکاح ہے۔

نکاح نظر بازی سے بچنے کا حکمی علاج ہے۔ بشرطیکہ نکاح اسی عمر میں کر دیا جائے جو صنفی شعور کی تکمیل کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس کی حدودِ عمر پاکستان کی آب و ہوا کے مطابق لڑکیوں کے لیے تقریباً 11 سے 16 سال تک اور لڑکوں کے لیے 15 سے 19 سال تک ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نظر بازی کی بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے اسلامی معاشرے کو واضح حکم دیا کہ:

﴿ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (النور : ٣٢)

"اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی جو نیک ہوں، اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل سے خوش حال کر دے گا اور اللہ بہت وسعت والا، علم والا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے مسلمان نوجوانوں کو حکم دیا:

"اے نوجوانوں کی جماعت! جو کوئی تم میں نکاح کا مقدور رکھتا ہے اسے نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ اس سے نگاہ نیچی رہتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے۔ جو شخص نکاح کی استطاعت نہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ روزے رکھے۔ ایسا کرنا اس کی خواہش کو کم کر دے گا۔" (صحیح مسلم، کتاب النکاح، بخاری، کتاب النکاح:٥٠٦٦)

نکاح کی استطاعت سے مراد ہمارے معاشرے کی خود ساختہ رسومات نہیں بلکہ وہ حقیقی موانع ہیں جو نکاح میں آڑے آئیں۔ مثلاً شکل وصورت یا خاندان ایسا ہو کہ کوئی رشتہ دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ ایسا نادار شخص ہے کہ لوگ اسے رشتہ دینا ہی پسند نہیں کرتے۔ بیمار ہے اور نکاح کے مقاصد پورے نہیں کرسکتا، وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے لڑکی کے ماں باپ اور ورثاء کو بھی تاکید کی اور فرمایا:

"اِذا خطب الیکم مَنْ ترضون دینهٗ وخُلُقَهٗ فزوّجوهُ اِلَّا تفعلُوا تکن فتنةٌ فی الارض وفسادٌ عریضٌ"۔

(جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فیمن ترضون عینہ فزوجوہ ح:۱۰۸۴)

"جب تم کو نکاح کا پیغام کوئی ایسا شخص دے جس کا اخلاق اور دین تمہیں اچھا لگتا ہو تو اسے نکاح کر دو، اگر ایسا نہ کرو گے تو دنیا میں بہت بڑا فساد پھیل جائے گا۔"

بروقت نکاح ہونے کے باعث فرد میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ معاشرے میں اپنی نظر بازی سے کیا کیا تعفّن پھیلاتا ہے۔ اس سے اگر آج بھی ہم لوگ واقف نہیں ہوئے تو یہ ہماری کم عقلی ہی نہیں پاگل پن کی دلیل ہے۔ ورنہ پورا معاشرہ جس بے حیائی کی آگ میں سلگ رہا ہے وہ خود زبانِ حال سے کہہ رہی ہے کہ یہ سب فساد نظر بازی ہی کا کیا دھرا ہے۔ اب حالت یہ ہوگئی ہے کہ لڑکیاں خود گھروں سے نکل کر کورٹ میرج کر رہی ہیں۔

نکاح نظر بازی سے انسان کو کیسے محفوظ رکھتا ہے اور اس کے ثمرات کیا ہوتے ہیں؟ اس کا اعتراف ایک خاتون کی زبانی سنیے:

لاہور کے مضافات میں مہاجرین کی ایک بستی ہے جس میں مقامی لوگ بھی رہتے ہیں، ایک محفل میں ایک مقامی خاتون مہاجرین کی بدتہذیبی کا تذکرہ کررہی تھیں۔ مثلاً بچوں کو گندہ رکھتے ہیں...... باہم جھگڑتے ہیں...... مرد چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں وغیرہ۔ ایک عورت نے اس عورت کی بات سن کر کہا! یہ تو بری بات ہے۔ گھروں میں عورتیں ہوتی ہیں، چھتوں پر چڑھ کر انہیں بھی تو گھورتے ہوں گے۔

پہلی خاتون نے فوراً پرزور تردید کی اور کہا!

"نہ بابا! اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ہو بھی کیسے؟ داڑھی مونچھ آنے سے پہلے تو وہ لڑکے کی شادی کردیتے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ ایک غیر مہذّب معاشرے میں بھی اگر نکاح بروقت کر دیا جائے تو بے حیائی کے جراثیم نہ پیدا ہوتے ہیں، نہ پھلتے پھولتے ہیں۔ ذرا ہمارے رُوشن خیال، مہذّب معاشرے کا تصور کیجئے۔ گردوپیش کا جائزہ لیجئے اور خود ہی انصاف کیجئے۔ بروقت شادیاں نہ کرکے ہم لوگ اپنے معاشرے کو کہاں لے جارہے ہیں۔ اس میں ہاتھ بے پردگی کا بھی برابر کا ہے۔ عورتیں جب اپنا آپ دکھانے پر آجائیں تو مرد کیسے دیکھنے سے باز رہ سکتا ہے۔ اسلام نے اسی خطرے کے پیشِ نظر عورت پر حجاب کی پابندی عائد کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"انما تقبل المراۃ فی صورۃ شیطان وتدبر فی صورۃ شیطان فاذا ابصر احدکم امراۃ فلیات اھلہ فان ذلک یرد ما فی نفسہ"۔

"عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی اور شیطان کی صورت میں پیٹھ موڑتی ہے۔ لہٰذا جب تم میں کسی کی نظر کسی عورت پر پڑ جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنی بیوی کے پاس آ جائے اور اس سے اپنی ضرورت پوری کرے۔ ایسا کرنے سے اس کے دل سے اس عورت کا خیال جاتا رہے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب النکاح ۱۴۰۳)

معلوم ہوا کہ عورت جب کسی مرد کے سامنے سے گزرتی ہے تو فتنے کی صورت گزرتی ہے۔ شیطان اپنی سرتوڑ کوشش کرتا ہے کہ مرد کی نگاہ میلی ہو کر دل کو بھی میلا کر دے چونکہ نسوانیت اور مرد کی ضرورت پوری کرنے کا سامان ہر عورت میں یکساں موجود ہے، اس لیے آپ ﷺ نے مرد کو حرام جگہ کی بجائے حلال جگہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔

آپ ﷺ نے صدقہ (نیکی) کے مختلف کاموں کا ذکر کیا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا...... "کیا بیوی سے اپنی حاجت پوری کرنے پر بھی اجر ملے گا؟"

آپ ﷺ نے فرمایا: "بتاؤ اگر وہ شخص اس شہوت کو حرام جگہ سے پوری کرتا تو کیا گناہ ہوتا"؟ صحابہ نے عرض کیا "جی ہاں!"

فرمایا: ''اسی طرح جب وہ شخص حلال طریقے سے اس کو پورا کرتا ہے تو اسے اجر ملتا ہے''۔ (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ ایک مرد کا اپنی بیوی سے اپنی ضرورت پوری کرنا باعثِ اجر ہے لیکن اگر وہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر کسی دوسری عورت سے یہ عمل کرتا ہے تو یہ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ اسلام نے ایک غیر شادی شدہ مرد و عورت کے لیے کوڑے اور شادی شدہ کے لیے رجم (سنگساری) کی سزا تجویز کی ہے۔ سزا کا یہ تفاوت اس لیے ہے کہ شادی شدہ کی بیوی موجود تھی پھر بھی وہ حرام کی طرف متوجہ ہوا، اس نے بیک وقت ایک نہیں تین گناہ کیے، کفرانِ نعمت کیا، بیوی کا حق دبایا، حدودِ الٰہی کو توڑ دیا۔

چونکہ قرآن حکیم میں بے نکاحوں کا نکاح کر دینے کا حکم ہے اس لیے اسلامی معاشرے کے علماء، قانون کا نفاذ کرنے والوں اور بزرگوں کا فرض ہے کہ وہ اس کارِ خیر کو جلد از جلد انجام دینے کی کوشش کریں، قانون بنائیں اور لوگوں کو نکاح کرنے کی ترغیب دیں۔ چنانچہ صحابہ کرام اور تابعین اس امر کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ شداد بن اوس نے اپنے اعزہ سے فرمایا: میری شادی کا انتظام کرو کیونکہ نبی ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں بے شادی شدہ رہ کر اللہ سے ملاقات نہ کروں۔ (احکام القرآن للجصاص عورت اسلامی معاشرے میں، ص: ۳۰۴)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں کا نکاح کر دیتے اور کہتے:
تجرد کی زندگی بسر کرنے میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے اور زنا کی

خباثت کا یہ حال ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن سے ایمان کا قلادہ نکال دیتا ہے اگر وہ چاہے تو یہ قلادہ دوبارہ پہنائے ورنہ نہ پہنائے۔ (المحلیٰ ابن حزم، جلد ۱۱۔ عورت اسلامی معاشرے میں، ص: ۳۰۴)

معلوم ہوا کہ زنا سے بچنے کا سب سے آسان اور موثر ذریعہ نکاح کرنا ہے اور یہی نگاہ اور شرم گاہ کے فتنوں کا علاج ہے۔ دورِ حاضر میں مغربی تہذیب اور قانون کے زیر اثر اسلامی ممالک میں بھی نکاح کو مشکل اور بد نظری وزنا کے تمام لوازمات کو عام کر دیا گیا ہے قانوناً کوئی شخص اٹھارہ سال سے کم عمر میں نکاح نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے ایک سے زائد نکاح کرنے کی اجازت ہے جب کہ بغیر نکاح حکومت اسے بدنظری اور بدنگاہی کے لیے ہر قسم کا موقع اور ہر ذریعہ مہیا کرنے والے اقدامات میں دن بدن اضافہ کرتی جا رہی ہے۔ ایسے ہی اسلامی معاشرے اور مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس دل ونگاہ اور شرم گاہ کو خباثت میں آلودہ کرنے والے تمام حکومتی قوانین کا بائیکاٹ کریں اور اس گناہ کی ترغیب دینے والے تمام مواقع اور ذرائع سے خود کو دور رکھیں اور اللہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے نکاح کر کے نظر کی حفاظت، دل کی پاکیزگی اور حفظِ عصمت کا اہتمام کریں۔

روزہ رکھنا:

اگر کوئی شخص حقیقی وجوہات کی بنا پر نکاح نہ کر سکے تو اسے بدنظری سے بچنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کثرت سے روزے رکھے کیونکہ

روزہ شہوت کو دبانے والا ہے۔'' (بخاری، کتاب النکاح)

- روزہ گناہ سے روکتا اور تقویٰ پیدا کرنے کا شرعی طریقہ ہے۔
- روزے سے دل ذکرِ الٰہی کی طرف مائل رہتا ہے۔
- روزے کی حالت میں کسی صنفی تقاضے کا ابھرنا اور اسے راہ دینا، حلال جگہ پر بھی درست نہیں لہٰذا حرام جگہ پر تو بدرجہا ناجائز ہے۔
- روزے کی تکمیل کا یہ تقاضا ہے کہ کوئی بھی ناروا کام نہ کیا جائے۔
- نفس بھوک کی وجہ سے صرف اسی تقاضے کو ترجیح دیتا ہے۔
- خیال اور جسم دونوں کی توانائی روزے پر صرف ہو جاتے ہیں، کسی دوسری چیز کے لیے کچھ بچتا ہی نہیں۔

یاد رہے کہ روزہ ایک عارضی علاج ہے۔ مستقل علاج نہیں۔ لہٰذا جیسے ہی مواقع ملیں نکاح کر لینا چاہیے۔ نکاح رسول اللہ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء کی محبوب سنت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

" اَتَزَوَّجُ فمن رغِب عن سُنَّتی فلیس مِنِی "۔

''میں نے عورتوں سے نکاح کیے ہیں جو میرے طریق سے ہٹے گا وہ مجھ سے نہیں۔'' (بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ح:۵۰۶۳)



غضِ بصر ایک عبادت

مذکورہ احکامات کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ غضِ بصر ایک ایسی عبادت ہے جس کے مواقع دن میں کئی بار پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان مواقع پر اپنی نظر کو قابو میں رکھنا مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن ہرگز نہیں۔

ہر بار نظر جھکا لینے پر ثواب:

انسان موقع ملنے کے باوجود جتنی بار اپنی نظر پر جھک جانے کا حکم لگائے گا اتنی بار اسے اس عبادت پر اجر ملے گا۔ دس گنا اجر تو خود اللہ نے کہہ کر دینے کا وعدہ کیا ہے۔

ارشاد ہے:

﴿ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ﴾ (الانعام : ۱٦۰)

"جس نے ایک نیکی کی، اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔"

جو شخص اپنی نگاہ کو قابو رکھنے میں کامیاب ہو گیا اسے اللہ کے رسول ﷺ

نے مندرجہ ذیل خوشخبریوں سے نوازا ہے۔

① ایمان کی حلاوت کا باعث:

گویا خود کو بدنگاہی سے بچانے والے شخص کا معاملہ براہِ راست اللہ سے ہے، جس طرح اس کے بدنگاہی سے بچنے کو بظاہر دوسروں کے لیے محسوس کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح جو ایمانی حلاوت اسے رب قدوس سے اس عمل پر عطا ہوتی ہے اسے بھی صرف وہی چکھ سکتا ہے اور محسوس کر سکتا ہے اور اس سے حظ اٹھا سکتا ہے۔ کوئی دوسرا اسے نہ جان سکتا ہے نہ محسوس کر سکتا ہے۔

② نارِ جہنم سے نجات:

تین قسم کی آنکھوں پر جہنم کی آگ اثر نہیں کرے گی۔

۱: جس نے راہِ حق میں رات بھر پہرہ دیا۔

۲: جو اللہ کے خوف کے سبب روئی۔

۳: جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں کی طرف اٹھنے سے باز رہی۔ (طبرانی)

گویا فی سبیل اللہ جاگنے والی آنکھ اور بدنگاہی سے بچنے والی آنکھ اللہ کے نزدیک اجر میں برابر برابر ہیں۔

③ جنت کی ضمانت:

جسے جنت سے رہائی کی بشارت مل جائے اس کے لیے مزید انعام یہ ہوتا ہے کہ جنت کے عیشِ دائمی کا حقدار بن جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مردِ مومن سے وعدہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اکفلوا لی ستا اکفل لکم الجنة اذا حدث احدکم فلا یکذب، واذا ائتمن فلا یخن، واذا وعدنا فلا تخلف، وعضوا ابصارکم، وکفوا ایدیکم، واحفظوا فروجکم"۔

(مسند احمد ۵/۳۲۳۔ مسند ابی یعلی کمافی اتحاف الخیرہ ۴۱۵۴۔ ابن حبان ۲۷۱۔ حاکم ۴/ ۳۵۸۔ بیہقی ۶/ ۲۸۸۔ یہ روایت حسن لغیرہ ہے۔ اسلام کا نظامِ عفت وعصمت ص: ۲۹۹)

"تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

1: بات کرو تو سچ بولو۔ 2: وعدہ کرو تو پورا کرو۔

3: تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرو۔

4: نگاہ نیچی رکھو۔ 5: شرمگاہ کی حفاظت کرو

6: ہاتھ کو ظلم سے روکو۔

حرام سے نگاہ بچا کر اگر دنیائے فانی کے حسن کی ایک لمحہ کی لذت کے مقابلے میں، حورانِ جنت کے لازوال تقدس، عفت، حسن اور نسوانیت کی اعلیٰ واطہر، اَن دیکھی، اَن سنی اور اچھوتی دولت ہاتھ آجائے تو یہ سودا ایسا نفع بخش ہے کہ اس کا کوئی بدل ہی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَن تَوَکَّلَ لِیُ ما بین رِجلَیه ومابین لِحُیَیه تَوَکَّلتُ لَهُ بالجنة"۔ (بخاری، کتاب المحاربین، باب فضل من ترک فواحش ۶۸۰۷)

"جو میرے لیے اپنی دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز اور دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز یعنی زبان کی حفاظت کی ذمہ داری کرے میں اس

کے لیے جنت کی ذمہ داری لوں گا۔''

چونکہ دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز یعنی شرم گاہ کی حفاظت کا ذریعہ نامحرم عورت سے اپنی نظر جھکا کر رکھنا ہے لہٰذا نظر کی حفاظت کرنے والے مسلمان کے لیے رسول ﷺ نے جنت کا داخلہ اپنے ذمہ لے رکھا ہے بھلا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جنت کے حصول کی خوش خبری سے بڑھ کر اور کیا اعزاز ہوسکتا ہے۔

④ دیدارِ الٰہی کا باعث:

جب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس سے ڈرتے ہوئے حرام نگاہی سے خود کو انسان بچائے گا تو اس کی حرام سے بچنے والی پاکیزہ نگاہ کو اس نور السماواتِ والارض کے دیدار کی نعمت عطا ہوگی جو حسن آفریں بھی ہے اور لذت نواز بھی، جو قائم ودائم ہے اور رہے گی۔

اہلِ جنت کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہو گی۔ کتنی خوبصورت بات کہی ہے ایک شاعر نے ؎

تمہارے ایک جلوہ کی طلب کے ذوق وشوق نے
بچا رکھا ہے دید کو خیانتِ نگاہ سے

(مولانا نعیم صدیقی)

⑤ عرشِ الٰہی کا سایہ ملنے کا باعث:

رسول اللہ ﷺ کے ایک فرمان کا مفہوم ہے:

کہ قیامت کے دن جب کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے شخصوں کو اپنے عرش تلے سایہ مہیا کرے گا، جن میں ایک شخص وہ بھی شامل ہے جسے کسی حسین اور مالدار عورت نے اپنی طرف مائل کرنا چاہا لیکن اس نے کہا: اِنّی اَخَافُ اللّٰہَ "میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔"

(بخاری، کتاب المحاربین، باب فضل من ترک الفواحش:٦٨٠٦)

مائل کرنے کے کئی انداز ہیں مثلاً ___ عورت کا بے حجاب سامنے آنا ___ زیور کی جھنکار پیدا کرنا ___ قدموں کی چاپ سنانا ___ مٹک مٹک کر چلنا ___ شوخ، چست اور باریک کپڑے پہننا ___ لوچ دار آواز میں بات کرنا ___ خوشبو لگا کر باہر نکلنا ___ اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر کرنا ___ بلاوجہ بات کرنے کی کوشش کرنا ___ تنہائی میں مخل ہونا ___ غرض اس کی بیسیوں صورتیں ہیں۔ ان تمام صورتوں میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف کے باعث اپنی نظر کو بچا لینے میں کامیاب ہوگیا، حرام کی طرف مائل نہ ہوا وہ اللہ کے اس وعدے کو ان شاءاللہ ضرور پالے گا۔

ہزار عشوہ طرازیاں ہوں، ناز نخرے ہوں، لاکھ تنہائی میسر ہو، دیکھنے والی آنکھ بھی نہ ہو، بڑی طرّے دار، امیر اور حسین عورت سامنے آجائے ___ منت سماجت کر کے خود دعوتِ نظارہ دے، خواہش وصال کے لیے طاقت کا مظاہرہ کرے، اس کے باوجود خود کو اس کے دامِ فریب سے نگاہ اور خواہش کو بچانے کے لیے سر توڑ کوشش کرنا شیوہِ یوسفی ہے۔

نگاہ کا نسوانی جال میں اٹک جانا ایک ایسا عذاب اور فتنہ ہے کہ اس کے مقابلے میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے جانا پڑے تو باعثِ ہزار غنیمت ہے۔

⑥ قبولیتِ دعا کا باعث:

رسول اللہ ﷺ نے گزشتہ دور میں گزرے ہوئے تین مسلمان افراد کا واقعہ بیان کیا کہ وہ کہیں جنگل میں جا رہے تھے کہ بارش نے آلیا، وہ ایک غار میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر آ گرا اور اس کا دروازہ بند ہو گیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے کہ کوئی ایسا نیک عمل سوچو جو تم نے محض اللہ کی رضا کے لیے کیا ہو۔ چنانچہ ایک نے کہا! ''یا اللہ میرے والدین بوڑھے تھے، میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ شام کو گھر لوٹتا، دودھ دوہتا تو پہلے والدین کو پلاتا پھر اپنے بچوں کو۔ ایک رات میرے آنے تک وہ سو چکے تھے۔ میں نے انہیں بیدار کرنا پسند نہ کیا اور سرہانے کھڑا ہو گیا اور ان کو دودھ پلانے سے پہلے بچوں کو پلانا پسند نہ کیا حالانکہ بچے پینے کے لیے ضد کرتے رہے، حتیٰ کہ صبح ہو گئی...... یا اللہ تو جانتا ہے اگر یہ کام محض تیری رضا کے لیے میں نے کیا تھا تو اس پتھر کو ہٹا دے تا کہ ہم آسمان دیکھ سکیں، اللہ تعالیٰ نے پتھر کا ایک حصہ ہٹا دیا۔

دوسرے نے کہا! ''یا اللہ میری ایک چچا زاد تھی، مجھے اس سے اتنی محبت تھی، جتنی کوئی بھی مرد کسی عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اپنی خواہش کا اظہار کیا، اس نے اس وقت تک کے لیے انکار کر دیا جب تک کہ سو

دینار نہ دوں۔ میں نے سو دینار جمع کر لیے اور اس کے پاس پہنچا، جب میں اس سے اپنی خواہش پوری کرنے لگا، اس نے کہا! اے اللہ کے بندے، اللہ سے ڈر اور لگی ہوئی مہر نہ توڑ، پس میں واپس چلا آیا۔ اے اللہ اگر یہ کام میں نے محض تیری رضا کے لیے کیا تھا، تو تُو ہماری مشکل آسان کر دے"......

چنانچہ پتھر کچھ اور ہٹ گیا۔

تیسرے نے کہا! "اے اللہ میں نے ایک مزدور کو کام پر لگایا اور طے کیا کہ تمہیں ایک فِرق (آٹھ کلو گرام) چاول دوں گا، کام ختم ہوا، اس نے مزدوری مانگی، میں نے اسے دے دی، وہ مزدوری کم سمجھ کر لیے بغیر چلا گیا۔ میں ان چاولوں سے کاشتکاری کرتا رہا اور اس کی آمدنی سے ایک گائے خرید کی، اور ایک چرواہا رکھ لیا۔ مدتوں بعد وہ شخص آیا اور کہنے لگا...... اللہ سے ڈر اور ظلم نہ کر اور میری مزدوری ادا کر دے۔ میں نے کہا...... یہ گائیں اور چرواہے سب تیرا مال ہیں، لے جا...... اس نے کہا "مذاق نہ کر"...... میں نے کہا میں مذاق نہیں کرتا بلکہ یہ سب تیرا ہے چنانچہ وہ لے کر چلا گیا...... اے اللہ! اگر میں نے محض تیری رضا کے لیے یہ کیا تھا تو رستہ کھول دے۔"

اللہ نے پتھر ہٹا دیا اور وہ وہاں سے نکل آئے۔

(بخاری کتاب الادب، کتاب اجابۃ دعاء من بر والدیہ: ۵۹۷۴)

معلوم ہوا کہ اپنی نگاہ کو حرام کاری سے بچانا بڑی مشکلات کو آسان کرتا اور قبولیت دعا کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

فوائد امام ابنِ قیم کی نظر میں

امام ابنِ قیم لکھتے ہیں غضِ بصر پر عمل کرنے سے اس کے صاحب کو مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

- الم وحسرت سے رہائی ملتی ہے جب کہ دیکھنے سے شدّت طلب ہوتی ہے، نہ صبر آتا ہے، نہ مطلوبہ چیز ملتی ہے۔
- قلب نورانی ہوجاتا ہے، چہرہ آنکھ اور جوارح سے نور ٹپکتا ہے۔
- فراست پیدا ہوتی ہے۔
- دل کو قوت، ثبات اور شجاعت ملتی ہے۔
- دل دائمی سرور، فرحت اور انشراح پاتا ہے جو نظر بازی سے حاصل ہونے والی حرام لذّت سے کہیں بڑھ کر ہے۔
- دل کو شہوت کی قید سے رہائی ملتی ہے۔
- جہنم کے دروازوں سے ایک دروازہ بند ہوجاتا ہے کیونکہ نفس اس دروازے پر کھڑا رہنے پر قناعت نہیں کرتا بلکہ ہر نئی سے نئی چیز میں

لذت تلاش کرتا ہے۔

❁ عقل کو تقویت اور تثبیت ملتی ہے، جب کہ نگاہ کو کھلا چھوڑ دینا عقل کو کم کرتا ہے۔ عواقب پر گرفتِ نگاہ کمزور ہو جاتی ہے، حالانکہ عقل کا اصل کام عواقب کو نگاہ میں رکھنا ہے۔

❁ علم کے راستے اور عرفان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

(بحوالہ سہم ابلیس وقوسہ عبدالملک القاسم ___ احکام النظر ___ ابنِ قیم، ص : ۱۷)



نظر اور نیت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نیت نیک ہو تو پھر نامحرم عورت کو دیکھ لینے میں کیا ہرج ہے؟ شریعت نے اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر رکھا ہے۔

شریعت نے اعمال کا دار و مدار چونکہ نیتوں پر رکھا ہے، اس لیے ہر مسلمان کو کوئی بھی عمل انجام دیتے ہوئے نیت یہ کرنا چاہیے کہ وہ صرف اللہ کے لیے، اللہ کے حکم کے تحت یہ کام کر رہا ہے لہٰذا نامحرم عورتوں کی طرف دیکھنے کے حوالے سے بھی صرف اللہ کے لیے، اللہ کے حکم کے اندر رہ کر دیکھنے کا عمل انجام دینا ہوگا، جہاں اجازت ہے وہاں دیکھنے سے نہیں روکا جائے گا اور جہاں اجازت نہیں وہاں نظر ہٹالی جائے گی۔ چونکہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے نظر بچائی جائے لہٰذا نیک نیتی کا تقاضا ہے کہ اسی پر عمل کیا جائے۔

بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے! کہ ہم اللہ کے حکم پر عمل کرنے کے بجائے اپنی مرض یا اپنی عقل کے مطابق عمل کریں اور پھر کہیں کہ نیت تو نیک ہے نا! چاہے عمل ویسا نہیں۔

اس کے برعکس اللہ کے حکم کی فرمان برداری کے مقابلے میں اپنی مرضی کرنا یا اپنی عقل لڑانا اس بات کی دلیل ہے کہ ہماری نیت نہیں اور نہ ہی ہمارا عمل اللہ کے حکم کے تحت ہے۔

رہا کسی کا یہ دعویٰ کہ غیر محرم عورت کو دیکھ کر ہماری نیت میں کوئی فتنہ، کوئی شر یا کوئی فاسد خیال پیدا نہیں ہوتا۔ اس دعوے کا ثبوت اس شخص کے پاس کیا ہے؟ دل جو نیت کا محل ہے اسے جانچنے، پرکھنے اور دیکھنے والی صرف ذاتِ باری ہے کوئی اور جب دل اور نیت کو دیکھ نہیں سکتا تو وہ کہنے والے کے دعوے کو کیسے سچا مان سکتا ہے؟

سچا تو صرف اسی ذاتِ باری ہی کے حکم کو مانا جائے گا اور ماننا چاہیے جس نے انسانی جسم کے ہر عضو کو پیدا کیا، اور وہ اس کے ہر پرزے کے بارے جانتا ہے کہ کب، کہاں، کیسے، کس عمل سے پرزہ خراب ہو جائے گا! اور اس کا درست استعمال کیا ہے۔ لہٰذا ہم ایسے شخص کے دعوے پر کبھی اعتبار نہیں کر سکتے جو یہ کہتا ہے کہ نامحرم عورتوں کو دیکھنے سے میری نیت میں کوئی فتور یا فاسد خیال نہیں آتا۔

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

یہ آنکھیں ابتداء میں بڑی معصوم نگاہوں سے دیکھتی ہیں، نفس کا یہ شیطان ان کی تائید میں بڑے بڑے پرفریب دلائل پیش کرتا ہے، کہتا ہے کہ یہ ذوقِ جمالی ہے جو فطرت نے تم میں ودیعت کیا ہے۔ جمالِ فطرت کے

دوسرے مظاہر تجلیات کو جب تم دیکھتے ہو اور ان سے بہت ہی پاک لطف اٹھاتے ہو تو جمالِ انسانی کو بھی دیکھو اور روحانی لطف اٹھاؤ مگر اندر ہی اندر یہ شیطان لطف اندوزی کی لے کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ذوقِ جمال ترقی کر کے شوقِ وصال بن جاتا ہے۔ کون ہے جو اس حقیقت سے انکار کرنے کی جرأت رکھتا ہو کہ دنیا میں جس قدر بدکاری اب تک ہوئی ہے اور اب ہو رہی ہے اس کا پہلا اور سب سے بڑا محرک یہی آنکھوں کا فتنہ ہے؟ کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اپنی صنف کے مقابل کے کسی حسین اور جوان فرد کو دیکھ کر اس میں وہی کیفیات پیدا ہوتی ہیں۔ جو ایک خوب صورت پھول کو دیکھ کر ہوتی ہیں؟ اگر دونوں قسم کی کیفیات میں فرق ہے اور ایک ایک کے برخلاف دوسری کیفیت کم و بیش شہوانی کیفیت ہے تو پھر تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ایک ذوقِ جمال کے لیے بھی وہی آزادی ہونی چاہیے جو دوسرے ذوقِ جمال کے لیے ہے؟ شارع تمہارے ذوقِ جمال کو مٹانا تو نہیں چاہتا وہ کہتا ہے کہ تم اپنی پسند کے مطابق اپنا ایک جوڑا انتخاب کر لو اور جمال کا جتنا ذوق تم میں ہے اس کا مرکز صرف اسی ایک کو بنا لو۔ پھر جتنا چاہو اس سے لطف اٹھاؤ۔ اس مرکز سے ہٹ کر دیدہ بازی کرو گے تو فواحش میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ اگر ضبط نفس یا دوسرے موانع کی بنا پر آوارگیِ عمل میں مبتلا نہ بھی ہوئے تو آوارگیِ خیال سے کبھی نہ بچ سکو گے۔ تمھاری بہت سی قوت آنکھوں کے راستے ضائع ہوگی۔ بہت سے ناکردہ گناہوں کی حسرت تمھارے دل کو ناپاک کرے گی۔

بار بار فریبِ محبت میں گرفتار ہو گے اور بہت سی راتیں بیداری کے خواب دیکھنے میں جاگ جاگ کر ضائع کرو گے۔ بہت سے حسین ناگوں اور ناگنوں سے ڈسے جاؤ گے۔ تمھاری بہت سی قوتِ حیات دل کی دھڑکن اور خون کے ہیجان میں ضائع ہو جائے گی۔ یہ نقصان کیا کچھ کم ہے؟ اور یہ سب اپنے مرکزِ دید سے ہٹ کر دیکھنے کا ہی نتیجہ ہے۔ لہٰذا اپنی آنکھوں کو قابو میں رکھو۔ بغیر حاجت کے دیکھنا اور ایسا دیکھنا جو فتنے کا سبب بن سکتا ہو' قابل عذر ہے۔ اگر دیکھنے کی حقیقی ضرورت ہو یا اس کا کوئی تمدنی فائدہ ہو تو احتمالِ فتنہ کے باوجود جائز ہے اور اگر حاجت نہ ہو لیکن فتنے کا بھی احتمال نہ ہو تو عورت کے لیے مرد کو دیکھنا جائز ہے، مگر مرد کے لیے عورت کو دیکھنا جائز نہیں الا یہ کہ اچانک نظر پڑ جائے۔ (پردہ ۲۵۷،۲۵۶ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

ہم جنس سے نظر بچانا:

صرف عورتیں ہی نہیں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اپنے ہی ہم جنس کے ساتھ نفس میں برائی کے جراثیم پل رہے ہیں تو ان سے بھی نظر بچانا اتنا ہی ضروری ہے جتنا جنسِ مخالف سے۔ دورِ حاضر میں اس فتنے نے یورپی معاشرے کو اپنے پنجوں میں جکڑ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس گناہ کو غیر فطری روش قرار دیا اور اس کا ارتکاب کرنے والوں پر پتھروں کی بوچھاڑ کی، ان کے مساکن کو زمین کے اندر دھنسا دیا۔ محدّثین اور علماء وفقہا نے خصوصاً اس مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے اور متنبّہ کیا ہے کہ غضِ بصر کے تمام احکامات کا اطلاق نوجوان ہم

جنسوں پر بھی ہوتا ہے۔ بلکہ اس سلسلے میں زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے جس کی حکمت مولانا اشرف علی تھانوی یہ بیان کرتے ہیں کہ:

''عورتوں سے بچاؤ کے بہت سے سامان موجود ہیں۔ اول عورتیں خود مردوں سے بچتی ہیں۔ دوسرے جانبین کو بدنامی کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ تیسرے وہ پردہ میں رہتی ہیں۔ غرض ان سے ملنے کے لیے بہت سے موانع کو اٹھانا پڑتا ہے بخلاف نوجوان لڑکوں کے کہ وہ پردہ میں نہیں رہتے اور ان سے بات چیت کرنے اور ملنے جلنے میں بدنامی نہیں ہے۔ چونکہ عقل نہیں ہوتی اس لیے وہ بھولپن سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اوپر ان کی بزرگانہ عنایت ہے۔ (رسالہ التہذیب، حصہ: ۳، مطبوعہ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

محرم رشتہ دار اور غضِ بصر:

نگاہ کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اسے بری نیت یا نسوانی جمال کو دیکھنے کی لذت حاصل کرنے کے لیے نہ ہم جنس پر ڈالا جائے نہ جنس مخالف پر اور نہ ہی محرم رشتہ داروں پر دورِ حاضر میں اس کا خیال بہت کم رکھا جا رہا ہے۔ اکثر محرم رشتہ دار مثلاً باپ، بھائی، چچا، ماموں، بھتیجے، بھانجے، سب کے سامنے خواتین بھڑکیلے چمکیلے لباس، بناؤ سنگھار کے لوازمات خوب اچھی طرح کرتی اور یہ سمجھتی ہیں کہ محرموں کے سامنے یہ سب کچھ درست ہے۔ جب کہ اصل بات یہ ہے کہ عورت کپڑے، زیور، بناؤ سنگھار اگر اس مقصد کے لیے اچھی طرح کرتی ہے کہ وہ دوسروں کی نظروں میں خوب صورت لگے، یا وہ ایسا

لباس، زیور وغیرہ پہنتی ہے جو شوہر کے لیے کیا جانا چاہیے تو یہ سب محرم مردوں کے لیے بھی فتنہ کا باعث ہے اور عورت کو محرم مردوں کے سامنے معمولی لباس اور عمومی زیور میں رہنا چاہیے۔ بناؤ سنگھار، زیور کا خصوصی اہتمام اور سلیقے سے سلا ہوا یا مختلف ڈیزائینوں والا لباس، بھڑکیلے چمکیلے کپڑے یہ سب اگر شوہر کے لیے پہنے ہوں اور کوئی محرم بھی سامنے آ جائے یا اس کے سامنے آنا پڑے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

یاد رہے کہ صحابہ کرام عورت کے زینت کے لوازمات کو صرف اس کے شوہر کے لیے اور گھر کے اندر ہی جائز سمجھتے تھے اور گھر سے باہر جاتے ہوئے عورتوں کو تاکید کرتے کہ نہ تو وہ بناؤ سنگھار کریں اور نہ خوبصورت لباس پہنیں بلکہ میلے کپڑوں میں باہر جائیں۔

دورِ حاضر میں محرم مردوں اور عورتوں کی بے احتیاطی کے سبب بہت سے فتنے رونما ہو رہے ہیں۔ اور محرم مرد ہی اپنی عورتوں کی عصمت خراب کرنے کا سبب بنتے جا رہے ہیں۔ اس مسئلے کو تفصیل سے سمجھنے کے لیے راقمہ کے کتابچے ''حفظ حیا اور محرم رشتہ دار'' اور ''حفظ حیا اور کنواری لڑکیاں'' کا مطالعہ کیجیے۔



ایک مریضِ نظر کا سوال اور ابنِ قیّم کا جواب

امام ابنِ قیّم سے کسی نے سوال کیا: ''کہ ایک آدمی کی کسی عورت پر نظر پڑ جاتی ہے وہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے اور سوچتا ہے کہ اس کا سبب میری نظر ہے، اگر اسے دوبارہ دیکھ لوں تو عشق کے تمام جذبات بہہ جائیں گے، کیا اس خیال سے دوسری بار دیکھنا درست ہے؟

امام ابنِ قیّم نے جواب دیا:- ایسا کرنا 10 وجوہات کی بنا پر درست نہیں۔

(1) اللہ تعالیٰ نے غضِ بصر کا حکم دیا ہے اور انسان کے لیے حرام شدہ امور میں شفا نہیں رکھی گئی۔

(2) رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر کے بارے سوال کیا گیا، انہیں یہ علم تھا کہ یہ دل پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اس کا علاج نظر ہٹا لینے سے کیا، دوبارہ دیکھنے سے نہیں۔

(3) حدیث میں وضاحت آچکی ہے کہ پہلی اچانک نظر جائز ہے، اور دوسری بالارادہ نظر ناجائز، یہ ناممکن ہے کہ جائز چیز میں تو بیماری ہو اور ناجائز میں اس کی دوا۔

(4) یہ ظاہر ہے کہ پہلی نظر معاملے کو کم نہیں کرتی، اس پر تجربہ بھی شاہد ہے کہ جسے پہلی بار دیکھا اور وہ اچھا لگا تو دوسری بار دیکھنے سے وہ برا نہیں لگ سکتا۔

(5) اگر نفس کی بات مانتے ہوئے دوبارہ دیکھا تو عشق کا عذاب مزید بڑھ جائے گا۔

(6) دوبارہ دیکھنے پر شیطان کے ہاتھ میں اس کی رکابیں ہوں گی اور وہ اس عورت کو اسے مزید خوبصورت کر کے دکھائے گا تاکہ آزمائش کا اتمام ہو جائے۔

(7) حرام شدہ امر کے ارتکاب سے اس کی آزمائش ختم کرنے میں اللہ کی مدد نہیں ہوگی بلکہ وہ اس لائق ہوگا کہ اس کی اعانت نہ کی جائے۔

(8) پہلی نظر شیطان کے مسموم تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ چنانچہ دوسری نظر پہلی نظر سے زیادہ مسموم ہوگی۔ پھر زہر کا علاج زہر سے کیسے ہو سکتا ہے؟

(9) اس مسئلے میں پڑنے والے شخص کا معاملہ ترکِ محبوب کے حوالے سے (جیسا کہ سائل کا سوال ہے) اللہ تعالیٰ سے ہے۔ سائل چاہتا ہے

کہ وہ دوسری نظر ڈال کر دیکھے اگر وہ اسے ناپسند ہو تو اسے ترک کر دے مگر وہ اسے کیسے ترک کرے گا کیونکہ اس کی یہ غرض اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں۔ بات تو تب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر معشوق کو ترک کر دے۔

(10) اس کی مثال یہ ہے کہ آپ نئے گھوڑے پر سوار ہوں، وہ آپ کو ایک تنگ گلی میں لے جائے جس سے نکلنے کا راستہ نہ ہو، وہ سامنے سے بند ہو اور اس میں اتنی جگہ بھی نہ ہو کہ اس کے نکلنے کے لیے موڑ کاٹا جا سکے۔ چنانچہ جب وہ اس گلی میں داخل ہونے لگے گا تو آپ اس کی لگام کھینچیں گے تا کہ وہ اندر داخل نہ ہو، جب وہ ایک آدھا قدم اندر جائے گا، آپ چلّائیں گے، اسے جلدی سے پیچھے کی طرف دھکیلیں گے، اگر آپ اسے لوٹانے میں کامیاب ہو گئے تو معاملہ آسان ہوگا اور اگر آپ نے ذرہ بھر بھی سستی کی، گھوڑا اندر داخل ہو گیا، آپ نے اسے اندر کی طرف ہانکا، اندر جا کر اس کی دم پکڑ کر پیچھے کھینچنا شروع کیا تو اسے باہر نکالنا مشکل ہو جائے گا تو کون عقل مند ہے جو یہ کہے کہ اس امر سے خلاصی اندر دھکیلنے میں ہے۔

نظر بھی اسی طرح دل پر اثر انداز ہوتی ہے اگر کوئی پختہ ارادے کا مالک جلدی کرے اور اسے اول اول روک لے تو علاج آسان ہوگا۔ اگر بار بار دیکھا جائے گا اور صوری محاسن کو اپنے دل و دماغ میں بٹھایا جائے گا تو عشق دل میں مستقل سکونت اختیار کرے گا۔

بار بار دیکھنا کسی درخت کو پانی دینے کی طرح ہے، اس عمل سے عشق کا

درخت پروان چڑھے گا حتیٰ کہ دل فاسد ہو جائے گا۔ ہر وقت اسی فکر میں پریشان رہے گا اور وہ اپنے صاحب کو غم کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک دے گا۔ یوں حرام امور اور فتنہ کا ارتکاب اس کی مجبوری بن جائے گی۔ بالآخر اس کے قلب و ضمیر کی بیش بہا دولت تلف ہو جائے گی کیونکہ دیکھنے والے کی پہلی نظر لذت حاصل کرتی ہے اور دوبارہ کی طلب کرتی ہے جیسے لذیذ کھانے کا پہلا لقمہ دوبارہ کی خواہش کرتا ہے۔ اگر پہلی نظر ہی راحت اور سلامتی کی خاطر جھکا دی جائے تو اچھا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر غور کیجئے:

''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔''

پس تیر دل میں کُھب جاتا ہے اور اپنا مسموم عمل کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے اگر جلدی سے اسے نکال دیا جائے تو اس کے زہر سے ہلاکت کا امکان نہیں ہوتا۔ (الجواب الکافی)



”ذَالِکَ اَذْکٰی لَکُمْ“

یہ تمہارے لیے پاکیزہ طریقہ ہے:

نظر بازی سے بچنا اتنا آسان کام نہیں، جتنا پہلی نظر میں یہ آسان محسوس ہوتا ہے، عملاً یہ ایک مشکل کام ہے کیونکہ شیطان انسان کو یہی کہہ کر تسلی دیتا اور اس کا ارتکاب کرواتا رہتا ہے کہ بھلا یہ بھی کوئی جرم ہے؟ آخر کہاں کہاں سے نظر بچاؤ گے؟ چاروں طرف فتنہ ہی فتنہ ہے، عورت ہی عورت ہے، وغیرہ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ نگاہ کی پاکیزگی ہی قلب و روح اور جسم کی پاکیزگی کا سب سے پہلا، واحد اور اہم ذریعہ ہے اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں۔

ایک صاحبِ علم سے کسی نے کہا:

”جناب! کوئی ایسا طریقہ، عمل یا وظیفہ بتائیے کہ میں اللہ کا ولی بن جاؤں؟“ انہوں نے کہا: ”جو اپنی نظر کو غیر عورت کی دید سے بچا لے دورِ حاضر میں وہی اللہ کا ولی ہے۔“

یہ بات واقعی درست ہے ولایت کا مفہوم اللہ سے دوستی کرنا ہے اور وہ یہ

ہے کہ نفس اور قلب کا تزکیہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نفس کے تزکیہ کے لیے حفظِ نظر کی تاکید کرتا ہے۔ غور کیجئے! حکم ہے:

❁ مومن مردوں سے کہہ دیجئے اپنی نگاہیں (غیر عورتوں کی دید سے) بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ ﴿ذَالِکَ اَزْکٰی لَھُم﴾ (یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے) (النور : ۳)

❁ (نبی کی بیویوں سے) اگر تمہیں کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔

﴿ذَالِکَ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَ قُلُوْبِھِنَّ﴾

"یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے پاکیزگی کا مناسب طریقہ ہے"۔

❁ اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو، جب تک کہ گھر والوں کی اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔

﴿ذَالِکُمْ خَیْرٌ لَّکُم﴾ یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ (النور : ۲۷)

❁ پھر اگر وہاں کسی کو نہ پاؤ تو ہرگز داخل نہ ہو جب تک تم کو اجازت نہ دے دی جائے اور اگر آواز آئے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ جاؤ۔ ﴿ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ﴾ "یہ تمہارے لیے پاکیزہ طریقہ ہے"۔ (النور : ۲۸)

نفس کے تزکیے، دل کی طہارت اور حسنِ معاشرت کے لیے سر بہ سر خیر نظر بازی سے بچنا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس پر دل کو آمادہ کیسے کیا جائے؟

یہی سوال ایک صاحبِ عمل سے کسی نے پوچھا، تو انہوں نے کہا:

''تمہارے دل کو یہ پختہ یقین حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔''

ایمان کی یہی وہ حالت ہے جسے حدیثِ جبریل میں احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم)

ایک مسلمان زمین پر اہلِ دنیا کی امامت، حق کی شہادت اور خیرِ امت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اس سندِ امتیاز اور شرفِ مجد کو قائم نہ رکھ سکا تو زوال اس کا مقدر اور دنیا و آخرت میں نکبت اس کے گلے کا طوق ہو گی۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد کتنا برحق ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' دنیا ایک میٹھا سبزہ ہے اور اللہ تمہیں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہے، تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ دنیا سے بچو اور عورتوں کے فتنہ سے بچو۔ بے شک بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں ہی سے پیدا ہوا۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، ۲۷۴۲ ح)



عفت وعصمتِ نظر کے لیے دعائیں

رسول اللہ ﷺ نے نگاہ کے ذریعے جو بدترین اور الم ناک فتنہ آتا ہے اس کے بارے مذکورہ تمام ھدایات کے ساتھ ساتھ دعا کے الفاظ بھی عطا کیے۔ آپ ﷺ دعا فرماتے:

" اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْكِذْبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرِ "۔ (بیہقی)

"یا اللہ! میرے دل کو نفاق سے، عمل کو ریا سے، زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے کیونکہ تو آنکھ کی خیانت اور سینوں کے اندر چھپی باتوں کو جانتا ہے۔"

" اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَ التُّقٰی وَالْعَفَافِ وَالْغِنٰی"۔

(صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فی الادعیہ ۲۷۲۱۔ ترمذی ۳۴۸۹۔ ابن ماجہ ۳۸۳۲)

ایک شخص نے عرض کیا:

"اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسے کلماتِ دعا سکھایئے جن کے ذریعے

میں اللہ کی پناہ حاصل کر سکوں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا! کہو!

" اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَ شَرِّ بَصَرِیْ وَشَرِّ لِسَانِیْ وَ شَرِّ قَلْبِیْ وَ شَرِّ مَنِیِّیْ "۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

''اے اللہ! میں اپنی سماعت، اپنی بصارت، اپنی زبان، اپنے دل اور اپنی شرمگاہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔'' آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔



معاون کتب

- ☆ قرآن حکیم اور احادیث کے علاوہ
- ☆ تفسیر تیسیر القرآن ...... مولنا عبدالرحمٰن کیلانی
- ☆ معاشرے کی مہلک بیماریاں اور ان کا علاج ...... امام ابن حجر
- ☆ الجواب الکافی از ابن قیمؒ
- ☆ کیمیائے سعادت ...... امام غزالی
- ☆ تلبیس ابلیس
- ☆ تحفہ خواتین ...... مولنا عاشق الٰہی بلند شہری
- ☆ پردہ ...... مولنا ابوالاعلیٰ مودودی
- ☆ فقہ عمر ...... مطبوعہ معارف اسلامی منصورہ
- ☆ فقہ عبداللہ بن مسعود اسلامی منصورہ
- ☆ دعا کے مسائل ...... ابوحمزہ محمد اقبال کیلانی
- ☆ اسلام کا نظام عفت و عصمت از مولانا ظفیر الدین ندویؒ
- ☆ اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام ...... مولنا امین احسن اصلاحی
- ☆ عورت اسلامی معاشرے میں مولانا جلال الدین انصر عمری
- ☆ مسلمان عورت اور اسلامی پردہ ...... محمد اشرف سلیم
- ☆ رسالہ التہذیب ...... مطبوعہ دار العلوم الاسلامیہ کامران بلاک
- ☆ سہم ابلیس وقوسہ ...... مرتب عبدالملک قاسم
- ☆ نفسیات برائے بی اے ...... حمیر ہاشمی

ہماری مطبوعات

لفظ خدا کا استعمال کیوں نہیں
بسم اللہ دعا و دوا شفا
زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی
ہجرت کی راہیں قدم بہ قدم منزل بہ منزل
علیم وخبیر کے نام خطوط
خطوط مسعود (حصہ اول)
مدینہ منورہ اسماء اور فضائل
شہادتین......توحید ورسالت
شہادت گہ الفت میں
مسلمانوں کا فکری اغوا
نصابی صلیبیں
طاؤس ورباب
لواء الجہاد
والفجر
ٹی وی گھر میں کیوں؟
نام اور القاب قرآن وسنت کی روشنی میں
تصویر ایک فتنہ
غیر مسلموں کی کمپنیاں اور ہم
پتنگ بازی موسمی تہوار یا
شب برات
ویلنٹائن ڈے
کرکٹ
اپریل فول

معاشرتی مسائل

بیوہ کی عدت
نسوانی بال اور ان کی آرائش
صنف مخالف کی مشابہت
اشیائے ضرورت کا معیار
منگنی اور منگیتر
غض بصر اور مرد حضرات
رشتے کیوں نہیں ملتے
بری اور بارات
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق
دیور اور بہنوئی
عورت اور میکہ
ساس اور بہو
سوتیلی ماں اور اولاد
عورت وفات سے غسل وتکفین تک
مسائل طہارت اور خواتین
ستر وحجاب اور خواتین
سیدہ خدیجہ بحیثیت زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نکاح کوئیز

بچوں کے لئے

ممتا کے بول (لوریاں)
اسوہ رسول اور کمسن بچے (ترمیم شدہ ایڈیشن)
ننھے حارث کا خواب
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی
پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف صحابہ (ساتھ سوار ہونے والے
رحمۃ اللعالمین کی جانوروں پر شفقت
پورا تول
وہ چاول تھے
چوزہ کہانی
تاج پوشی
دو خط
اور شطو نگڑا ہار گیا
تین حروف



مشربہ علم وحکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور